عنبر۔ناگ۔ماریا
سر کٹا بھوت
(قسط نمبر ۱۷)
اے حمید

سر کٹا بھوت

سنو پیارے بچو!

عنبر اور ناگ نے غار میں سے بچے کو نکالا اور اسے لے کر اس کی مہارانی ماں کی طرف روانہ ہو گئے جو ایک جنگل کے گہرے کھڈ میں چھپی ہوئی ہے کیونکہ دشمن کے سپاہی اس کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں گووند نے ماریا کو پہاڑی کے اوپر والے قلعے میں قید کر کے ڈال رکھا ہے ایک ڈراؤنے چہرے والی کنیز ماریا پر پہرہ دے رہی ہے راجہ سنگرام ماریا سے شادی کرنا چاہتا ہے ماریا قلعے پر سے کود کر مر جانے کا ارادہ کرتی ہے۔

عنبر اور ناگ، ماریا کو بچانے کے لئے قلعے کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں۔

فہرست

خونی مقابلہ

جنگل میں داخل ہوتے ہی عنبر نے ایک دشوار گزار راستہ اختیار کیا۔
اس کا خیال تھا کہ وہ اس طرح اپنا پیچھا کرنے والے دشمن کی نظروں
سے روپوش ہو سکے گا مگر دشمن کچی گولیاں نہیں کھیلے ہوئے تھا رابطہ کے
سپاہی اس جنگل کے چپے چپے سے واقف تھے دونوں دوست جنگل
کے گنجان حصے میں آ گئے یہاں وہ کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھے۔
جہاں وہ چھپ کر سپاہیوں کو دھوکہ دے سکیں لیکن دشمن کے گھوڑوں کی
آواز برابر انہیں اپنے پیچھے سنائی دے رہی تھی ایسی حالت میں وہ بچے
کو لے کر اس کی ماں کے پاس نہیں جا سکتے تھے کیوں کہ اس طرح وہ
بچے کے ساتھ اس کی ماں کو بھی قابو میں کر سکتے تھے ناگ نے ایک

ٹیلے کا موڑ کاٹ کر کہا۔

عنبر تم بچے کو لے کر اس ٹیلے کے اوپر چھپ جاؤ میں سپاہیوں کا مقابلہ کرتا ہوں اس طرح وہ باز نہ آئیں گے اور بچے کو چھین کر لے جائیں گے۔

عنبر بچے کو لے کر ٹیلے کے اوپر گھوڑا لے کر چلا گیا۔

ناگ نے گھوڑے سے اتر کر پیچھے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

اسے درختوں کے تنوں کے درمیان سپاہیوں کے گھوڑے اپنی طرف آتے دکھائی دیے وہ کل سات سپاہی تھے اور دو دو کی ٹولیوں میں آگے بڑھتے چلے آرہے تھے ناگ درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے چھپ گیا اس نے ایک پل کے لئے سوچا کہ اسے کیا کرنا چاہیے وہ ان سپاہیوں کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ ان کا کوئی قصور نہیں تھا وہ تو حکم کے غلام تھے راجہ نے کہا کہ فلاں کو پکڑ کر لاؤ اور وہ روانہ ہو گئے

آخر ناگ نے فیصلہ کرلیا۔

وہ ان سپاہیوں کو وہاں سے ڈرا کر واپس بھگا دینا چاہتا تھا اس نے
پلک جھپکنے کے اندر اندر ایک خونخوار شیر کا روپ دھارا اور زمین کے
ساتھ منہ لگا کر ایک دہشت ناک دہاڑ ماری آگے بڑھتے ہوئے
سپاہیوں کے گھوڑے ایک دم رک گئے کیونکہ شیر کی گرج سن کر جانور
کبھی آگے بڑھنے کی جرات نہیں کرتا۔ ابھی سپاہی اپنے گھوڑے کو
سنبھال ہی رہے تھے کہ شیر ایک دم جھاڑیوں میں سے نکل کر ان کے
سامنے آگیا۔

بس پھر کیا تھا شیر نے دوسری بار گرج کر وہاں افراتفری مچادی شیر کو
دیکھ کر گھوڑے بدک گئے اور سواروں کو لے کر واپس اٹھ دوڑے
سپاہی بھی اپنے سامنے ایک بہت بڑے زرد دھاریوں والے شیر کو
دیکھ کر ڈر گئے تھے انہوں نے بھی گھوڑوں کو واپس دوڑانا شروع کردیا

اور جنگل کے جنوبی حصے میں سے نکل کر دریا کنارے چلے گئے۔ جنگل گھوڑ سواروں سے خالی ہو گیا۔

ناگ نے واپس جھاڑیوں میں آ کر انسان کی شکل اختیار کر لی اور ٹیلے کے نیچے کھڑے ہو کر عنبر کو آواز دی عنبر نے بھی شیر کی گرج سن لی تھی اور وہ سب کچھ سمجھ گیا تھا ناگ کی آواز سن کر وہ پہاڑی سے نیچے اتر آیا آگے میدان صاف تھا وہ بڑا خوش تھا اس نے اپنی تسلی کے لئے صرف اتنا پوچھا کہ ناگ نے شیر بن کر کسی سپاہی کو ہلاک تو نہیں کیا؟ کیوں کہ وہ بھی کسی بے گناہ کے خون بہانے کے خلاف تھا ناگ نے کہا۔

انہیں مارنے کی کیا ضرورت تھی وہ بے چارے تو میری گرج سن کر ہی دم دبا کر بھاگ اٹھے تھے۔

شاباش اب آؤ جنگل میں شانتا کا ٹھکانہ تلاش کرتے ہیں۔ دونوں دوست اس مقام کے قریب پہنچ گئے تھے جہاں بچے کی ماں اور اس کا

سر کٹا بھوت

باپ چھپے ہوئے تھے انہوں نے ایک جھونپڑی کو دیکھا وہاں ایک

بوڑھا ناریل کے چھال کی رسیاں بٹ رہا تھا ناگ اور عنبر اس کے

پاس چلے گئے بوڑھے نے ان دونوں کو دیکھا تو ڈر کر جھونپڑی کے

اندر جانے لگا عنبر نے آگے بڑھ کر کہا۔

بابا ہم سے ڈرو نہیں۔ ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں صرف ہمارے سوال

کا جواب دے دو۔

بوڑھا وہیں رک گیا اور سہمی نظروں سے دیکھ کر بولا۔ تم لوگ کون ہو اور

مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔؟

عنبر نے کہا۔

ہمیں اس بچے کی ماں کی تلاش ہے اس کا نام شانتا ہے اور وہ شہر میں

ایک ایسی جگہ رہتی ہے جہاں اچھوت اپنے مردوں کو جلایا کرتے

تھے۔

بوڑھا سمجھ گیا کہ یہ تو اس کے چھوٹے بھائی کی بیٹی کے بارے میں

پوچھ رہے ہیں اس نے اٹھ کر ہاتھ جوڑے اور کہا۔

اے خدا کے نیک بندو تم جس عورت کے بارے میں پوچھ رہے ہو وہ

میرے بھائی کی بیٹی ہے تم یہاں بیٹھو میں ابھی انہیں لے کر آتا ہوں۔

عنبر اور ناگ ایک کھاٹ پر بیٹھ گئے بوڑھے نے بچے کو لے کر دوسری

کھاٹ پر سلا دیا اور خود شانتا اور اس کے باپ کو کھیڈ میں اطلاع

کرنے چلا گیا تھوڑی دیر بعد شانتا اپنے باپ کے ساتھ آ گئی اس نے

لپک کر اپنے بچے کو گلے لگا لیا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

شانتا کے باپ نے دونوں دوستوں کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ وہ

نیکی کے فرشتے ہیں انہوں نے ایک دکھیاری ماں کے جگر کے ٹکڑے کو

پھر سے ملا دیا ہے عنبر نے کہا۔

بابا ہم نے اپنا فرض ادا کیا ہے ہم نے بچے کی ماں سے وعدہ کیا تھا کہ

اس کا بچہ اسے ضرور لا کر دیں گے خواہ راستے میں کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ اٹھانی پڑیں ہم نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

ناگ نے کہا۔

شانتا اب تمہارا فرض ہے کہ تم ماریا کے بارے میں ہماری رہنمائی کرو اور ہمیں بتا دو کہ وہ کہاں ہو گی۔

شانتا نے کہا۔

اے نیک دل انسانوں مجھ سے زندگی کا بہت بڑا گناہ ہو گیا جب میں نے روپے کے لالچ میں آ کر ماریا کو ڈاکو گووند کے حوالے کر دیا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہ تمہاری بہن ہے تو میں ایسا کبھی نہ کرتی۔

عنبر نے کہا۔

جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب تم ہمیں ڈاکو گووند کا ٹھکانہ بتا دو ہم اپنی بہن کو وہاں سے حاصل کر لیں گے۔

شاننا نے کہا۔

ڈاکوگووند نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اسی جنگل کے دوسرے کنارے ایک ویران قلعے کے کھنڈر میں رہتا ہے اگر تم وہاں جاؤ تو تمہیں ماریا ضرور مل جائے گی میرا خیال ہے کہ ڈاکوؤں نے ماریا کو آگے فروخت نہیں کیا ہو گا۔

عنبر اور ناگ نے کچھ دیر اس جھونپڑی میں قیام کیا منہ ہاتھ دھو کر تازہ دم ہوئے گھوڑوں کو چارہ وغیرہ کھلا کر تازہ دم کیا اور پھر سے سفر پر روانہ ہو گئے وہ جس جنگل میں جا رہے تھے وہ آگے چل کر زیادہ گھنا ہونا شروع ہو گیا تھا پھر بھی وہ بڑھتے چلے گئے اس لئے کہ اس قسم کے گھنے جنگل وہ اس سے پہلے دیکھ چکے تھے راستے میں ایک بہت تیز رفتار نہر آ گئی نہر چھوٹی تھی مگر اس کا پانی بہت تیز تھا اتنا تیز کہ گھوڑوں کے پاؤں پھسل پھسل جاتے تھے۔

ناگ نے سب سے پہلے اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا اس کے بعد عنبر نے گھوڑا ڈال دیا پانی کی لہریں گھوڑوں کو پیچھے کی طرف دھکیل رہی تھیں مگر گھوڑے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے آخر وہ پانی میں سے گزر گئے اور کنارے پر آگئے اب آگے پھر جنگل شروع ہو گیا عنبر نے ناگ سے پوچھا۔

یہ بتاؤ کہ یہ جنگل کہیں ختم بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

تمہاری طرح بھی اس جنگل میں پہلی بار آیا ہوں مجھے خود معلوم نہیں کہ یہ جنگل کہاں جا کر ختم ہوتا ہے بہر حال میرا کیال ہے کہ ہم اسی طرح چلتے رہے تو شام تک جنگل کے جنوبی کنارے پہنچ جائیں گے۔

وہ شام تک چلتے رہے مگر جنگل کا جنوبی کنارہ نہیں آ رہا تھا رات ہو گئی اندھیرا اچھیل گیا جنگل زیادہ ڈراؤنا نظر آنے لگا عنبر نے کہا۔

میرا خیال ہے ہمیں رات یہیں کہیں بسر کر کے صبح کو پھر سے سفر شروع کرنا چاہیے اس لئے کہ رات کے اندھیرے میں کہیں ہم راستہ نہ بھول جائیں کیا خیال ہے تمہارا ناگ۔

ناگ نے چاروں طرف جنگل میں نظر دوڑا کر کہا۔

میرا خیال ہے تم ٹھیک کہتے ہو دوست۔ ہمیں رات اسی جگہ بسر کرنی چاہیے اس جنگل میں تو اس قدر اندھیرا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نظر نہیں آ رہا۔

تو پھر گھوڑے اسی جگہ باندھ کر آرام کرتے ہیں۔؟

چنانچہ دونوں دوست گھوڑوں سے اتر پڑے انہوں نے گھوڑے درختوں کے ساتھ باندھ دیے اور خود قریب ہی سوکھے پتوں کے بستر پر لیٹ کر آرام کرنے اور ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے ناگ نے کہا۔

میں نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ ڈراؤنا جنگل آج تک نہیں دیکھا تمہارا کیا خیال ہے عنبر؟ کیا اس جنگل کی خاموشی عجیب وغریب نہیں۔؟

عنبر اندھیرے میں بولا۔

مجھے بھی جنگل کی خاموشی عجب وغریب لگتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جنگل پر بھوتوں کے جنگل کا گمان ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھٹکی ہوئی روحیں رات کو بسیرا کرتی ہیں۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

بھٹکی ہوئی روحیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اگر وہ ہم سے ملنے رات کو آ بھی گئیں تو اپنے آپ ڈر کر بھاگ جائیں گی اس لئے کہ ہم خود بھٹکے ہوئے بھوت ہیں۔

عنبر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اس نے ناگ کے اس جملے کا بڑا لطف اٹھایا تھا

اس کے قہقہے کی آواز جنگل میں دیر تک گونجتی رہی جیسے وہ کسی گنبد میں

بیٹھے ہوئے ہوں عنبر نے کہا۔

تم نے ایک عجیب شے محسوس کی۔؟

کون سی۔؟

یہی کہ جنگل میں اس طرح قہقہے کی آواز کبھی نہیں گونجا کرتی کیونکہ

جنگل میں آسمان کھلا ہوتا ہے کوئی گنبد نہیں ہوتا مگر میرے قہقہے کی آواز

تو بڑے زور سے گونجی ہے۔

ناگ بولا۔

ہاں یار یہ بات میں نے بھی محسوس کیا ہے لیکن ہو سکتا ہے جنگل میں ہوا

کے ایک دم بند ہو جانے اور درختوں کے گنجان ہونے کی وجہ سے گونج

پیدا ہو گئی ہو۔

بہر حال جو کچھ بھی ہے یہ ایک دلچسپ اور انہونی بات ہے وہ ابھی

باتیں ہی کر رہے تھے کہ جنگل میں انہیں کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کوئی بھاری بھر کم شے ان کی طرف بڑھ رہی ہو زمین پر سوکھے پتوں کے چرچرانے کی آواز تھوڑی تھوڑی دیر بعد آرہی تھی۔ دونوں ایک دم خاموش ہو گئے عنبر نے سرگوشی میں کہا۔

معلوم ہوتا ہے کوئی ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔

ہاں ہمیں ہوشیار ہو جانا چاہیے۔

وہ ہوشیار ہو گئے اور کان آہٹ پر لگا دیے آواز تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد قریب سے قریب تر آرہی تھی پھر اچانک ان کے سامنے ایک ایسا ہاتھی آکر کھڑا ہو گیا جس کا سر نہیں تھا وہ اپنے چار پاؤں پر کھڑا تھا اور سر غائب تھا عنبر اور ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر اس خوفناک ہاتھی کو تکنے لگے۔

سر کٹے ہاتھی نے زور سے چنگھاڑ ماری اور پھر ایک دم ایک بہت بڑے شیر میں تبدیل ہو گیا شیر زور سے گرجا اور عنبر کی طرف بڑھا عنبر نے مسکرا کر ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

کیا خیال ہے اسے تم شکار کرو گے یا میں اپنا کرتب اسے دکھاؤں مجھے یہ کوئی بدروح معلوم ہوتی ہے۔

ناگ نے کہا۔

میں اس سے دو دو ہاتھ کرتا ہوں۔

اتنا کہہ کر ناگ نے پھنکار ماری اور ایک خوفناک سینگ والا گینڈا بن کر شیر کی طرف بڑھا شیر ایک دم پیچھے ہٹا اور اب ایک اونچے لمبے بڑے بڑے سینگوں والے جن کی شکل میں سامنے آ گیا اور اپنا ایک ڈراؤنا بازو آگے بڑھا کر گینڈے یعنی ناگ پر حملہ کر دیا گینڈا ایک دم دوسری طرف ہٹ گیا اگر جن کا ہاتھ گینڈے پر پڑ جاتا تو وہ یقیناً دو

ٹکڑے ہو جاتا عنبر نے محسوس کیا کہ یہ کام ناگ سے نہ ہو سکے گا اس لئے کہ اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ اکیلا ایک خوفناک جن کا مقابلہ کر سکے۔

عنبر نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور زور سے پھونک ماری جنگل میں ایک زبردست ہوا کا جھکڑ آیا جس نے جن کو اٹھا کر دس قدم دور پھینک دیا جن بڑا حیران ہوا کہ یہ کون سی نئی بلا ہے جس نے اسے اپنے پاؤں پر سے ہلا دیا ہے وہ ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ عنبر نے اس پر دوسرا حملہ کر دیا عنبر اس دفعہ جن پر حملہ آور ہو گیا اس نے جن کو ایک زوردار ٹکر ماری بھلا ایک ٹکر سے جن کا کیا بگڑ سکتا تھا؟ لیکن اتنا ضرور ہوا کہ جن حیران ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا اسے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ ایک عام قسم کا کمزور انسان اس کا مقابلہ بھی کر سکتا ہے۔

اس لئے کہ وہ اس جنگل میں بھٹکنے والا ایک طاقت ور جن تھا اور اس

سے پہلے کئی لوگوں کو ہلاک کر چکا تھا۔

جن نے زور سے ایک چیخ ماری۔ سارا جنگل چیخ سے تھرتھرا اٹھا۔

ناگ گینڈے کا روپ چھوڑ کر ایک سانپ کی شکل میں آ گیا اور ایک درخت پر چڑھ کر چھپ گیا کیونکہ وہ جن کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اگر وہ کچھ دیر اور وہاں کھڑا رہتا تو جن اس کا کچومر نکال دیتا۔

اب جن اور عنبر کا مقابلہ تھا جن نے آگے بڑھ کر عنبر کو ایک ہاتھ سے اٹھا لیا اور پوری قوت سے زمین پر مار کر اس پر پاؤں رکھ دیا اس کے پاؤں کا وزن ایک پہاڑ جتنا تھا پہلے تو جن کو یقین تھا کہ عنبر زمین پر گرتے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا مگر ایسا نہ ہوا عنبر زمین پر اس طرح گرا جس طرح روئی کا گولا گرتا ہے جب جن نے اس کے اوپر پاؤں رکھا تو عنبر کا پھر بھی کچھ نہ بگڑا اور وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا جن کو بے حد غصہ آ گیا اس نے عنبر کو دونوں ہاتھوں میں

لے کر زور زور سے مسلنا شروع کر دیا عنبر پھر بھی زندہ رہا اور اس کے

ہاتھوں میں بڑے مزے سے ادھر سے اُدھر ہوتا رہا جن جھنجھلا اٹھا اس

نے عنبر کو ایک درخت کے ساتھ پٹخنا شروع کر دیا درخت ٹوٹ کر گر پڑا

مگر عنبر کو کچھ نہ ہوا۔ نہ اسے کوئی زخم آیا اور نہ کہیں سے خون ہی بہا وہ

اسی طرح سالم کا سالم رہا جن پریشان ہو گیا اس نے عنبر کو زور سے

زمین پر پھینک دیا عنبر کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور جن کی طرف دیکھ

کر بولا۔

اے بدروح۔ کیا تمہیں اب بھی معلوم نہیں ہوا کہ میں کون ہوں اور

مجھے موت کیوں نہیں آ رہی۔؟

جن نے ایک خوفناک گرج کے ساتھ کہا۔

تو کون ہے؟

عنبر بولا۔

یہ ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا تو نے مجھے ہلاک کرنے کی پوری کوشش
کی میں ہلاک نہیں ہوا اب میں تمہیں ہلاک کرنے کی معمولی سی کوشش
کروں گا پھر دیکھوں گا تم کس طرح اپنا بچاؤ کرتے ہو۔
یہ کہہ کر عنبر نے دونوں آنکھیں بند کر کے کنیز کی روح کا تصور ذہن میں
کیا اور پھر درخت کی ایک ٹہنی توڑ کر زمین میں گاڑ دی۔
ٹہنی کا زمین کے اندر گڑنا تھا کہ جن گھٹنوں تک زمین کے اندر گڑ گیا
جتنی ٹہنی زمین کے اندر تھی اتنا ہی جن زمین کے اندر چلا گیا تھا جن
نے زمین میں سے اپنے پاؤں باہر نکالنے کی پوری کوشش کی
مگر کامیاب نہ ہو سکا عنبر نے ٹہنی کا ایک پتا توڑ کر اپنے ہاتھوں میں
مسلنا شروع کر دیا اس کے ساتھ ہی جن کی چیخیں نکل گئیں اسے یوں
لگا جیسے کوئی بہت بڑا پہاڑ ایسا جن اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر مسل
رہا ہو اس کی پسلیاں ٹوٹی جا رہی ہیں وہ زور سے چیخیں مارنے اور

دھاڑنے لگا جنگل اس کی چیخوں سے گونج اٹھا اس نے شور مچانا شروع

کر دیا۔

مجھے بخش دو مجھ پر رحم کرو میں تمہیں کبھی کچھ نہیں کہوں گا۔

عنبر نے کہا۔

کیا اب تم سمجھ گئے ہو کہ تم کس شخص سے مقابلہ کر رہے تھے۔؟

جن نے کہا۔

مجھے معاف کر دو مجھے معاف کر دو۔

عنبر نے کہا۔

تم اس سے پہلے کئی لوگوں کو اس جنگل میں ہلاک کر چکے ہو میں ان

سب کا تم سے ایک ایک کر کے بدلا لوں گا تم نے بے شمار بے گناہوں

کو مار ڈالا ہے۔

جن گڑگڑایا۔

حضرت سلیمان کا واسطہ مجھے معاف کر دو مجھے مارو نہیں میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا..............میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا مجھے جو کہو گے وہی کروں گا میری جان مت لو۔ مجھے بخش دو۔

عنبر نے کہا۔

تم کون ہو اور اس جنگل میں کب سے ہو۔؟

جن نے کہا۔

اے دیوتا۔ میں ایک کافر جن ہوں اور ہزار برس سے اس جنگل میں ہوں میں نے لوگوں کو مارا نہیں بلکہ وہ میری شکل دیکھ کر اپنے آپ مر جاتے تھے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آئندہ کسی مسافر کے سامنے نہیں آیا کروں گا..............اور تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔

تمہارا نام کیا ہے۔؟

میرا نام بہرام جن ہے اور میں کافرستان سے یہاں آ کر اس جنگل

میں آباد ہوا تھا۔

اس دوران میں ناگ بھی درخت سے اتر کر انسان کی شکل میں آ گیا تھا اور ان دونوں کی باتیں بڑے شوق سے سن رہا تھا جب جن بہت ہی گڑگڑایا تو ناگ نے کہا۔

عنبر میرا خیال ہے کہ اسے معاف کر دینا چاہیے۔

عنبر بولا۔

ہرگز نہیں۔ اس کے سر پر بے شمار لوگوں کا خون ہے میں یہ ٹہنی توڑ کر ابھی اس کے دو ٹکڑے کر دوں گا تا کہ یہ اس کے بعد کسی بندۂ خدا کو ہلاک نہ کر سکے۔

جن نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

تمہیں تمہارے خدا کی قسم ہے مجھے معاف کر دو مجھے جان سے مت مارو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کے بعد سے کبھی کسی مسافر کو تنگ

نہیں کروں گا بلکہ ہو سکا تو ان کی مدد کروں گا انہیں جنگلی درندوں سے بچاؤں میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ میری جان بخش دو۔

ناگ نے کہا۔

ہاں عنبر اس کی جان بخش دو اگر یہ وعدہ کرتا ہے کہ مسافروں کی مدد کرے گا بھولے بھٹکوں کو راہ دکھائے گا اور اس جنگل کے خون خوار درندوں سے مسافروں کو بچائے گا تو اسے معاف کر دینا چاہیے۔

عنبر نے کہا۔

اور اگر یہ اپنے وعدے سے پھر گیا تو؟

ناگ نے گھگھیا کر کہا۔

میں اپنے باپ کی قسم کھاتا ہوں کہ زندگی میں کبھی اپنے وعدے سے نہ پھروں گا اس سے بڑی قسم میں نہیں کھا سکتا یہ ہمارے قبیلے کی سب سے بڑی قسم ہے اگر کوئی کافر جن اس قسم سے پھر جائے تو وہ جل کر

بھسم ہو جاتا ہے کیا اب بھی تمہیں یقین نہیں آیا؟

ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے ہمیں یقین کر لینا چاہیے اگر چہ یہ کافر جن ہے پھر بھی اس نے بہت بڑی قسم کھائی ہے اسے معاف کر دو۔

عنبر نے کہا۔

اچھا دوست، اگر تم کہتے ہو تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں۔

اتنا کہہ کر عنبر نے زمین میں گاڑی ہوئی ٹہنی باہر نکال لی ٹہنی کا زمین سے باہر نکلنا تھا کہ جن بھی آزاد ہو گیا اس کے پاؤں بھی اپنے آپ زمین سے باہر نکل آئے جن ہاتھ باندھ کر عنبر کے آگے کھڑا ہو گیا اور بولا۔

تم نے میری زندگی واپس دے کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے بتاؤ میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں تم جو کہو گے میرے بس میں ہوا تو ضرور

پورا کروں گا۔

عنبر نے کہا۔

ہم اپنی بہن ماریا کی تلاش میں ہیں اسے ایک ڈاکو گوونڈا اٹھا کر لے گیا
ہے ہمیں یہ بتاؤ کہ ڈاکوؤں کا ٹھکانہ اس جنگل میں کہاں پر ہے۔؟

جن نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

اے میرے محسن تم اگر کہو تو میں اس پہاڑ کو اٹھا دوں تو میں اٹھا دوں گا
تم اگر کہو کہ میں تمہیں یہاں سے سمندر پار پہنچا دوں تو پہنچا دوں گا۔
لیکن میں یہ نہیں بتا سکتا کہ فلاں آدمی کہاں پر ہے اس لئے کہ مجھے
غیب کا علم نہیں دیا گیا۔

عنبر نے کہا۔

پھر تمہارا کیا فائدہ ہوا۔ ہمیں تو اپنی بہن کی تلاش ہے ہم تو چاہتے ہیں
کہ ہمیں ڈاکوؤں کے ٹھکانے کا علم ہو جائے وہاں پہنچ کر تو ہم خود

اسے آزاد کروالیں گے پھر تمہاری مدد کی ہمیں ضرورت نہیں ہوگی۔

ناگ بولا۔

کیا تم ہمیں یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ ویران قلعے کے کھنڈر کہاں ہیں۔

بہرام جن نے کہا۔

میرے محسن، میں ہاتھ باندھ کر معافی مانگتا ہوں مجھے اتنا اختیار نہیں دیا گیا مجھے صرف اس جنگل کے ایک میل کے اندر اندر جو کچھ ہے اس کا علم ہے اس کے باہر کیا ہے اس کا مجھے کوئی علم نہیں ہے کاش میں آپ لوگوں کی یہ خدمت کر سکتا۔

عنبر اور ناگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے انہیں احساس ہو گیا تھا کہ بہرام جن جھوٹ نہیں بول رہا وہ بے چارا مجبور ہے اسے غیب کا علم نہیں دیا گیا اب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا تھا کہ وہ جن کو وہاں سے رخصت کر کے تھوڑی دیر آرام کریں اور صبح کو اکیلے ہی آگے چلیں

عنبر نے جن سے کہا۔

اچھا اب تم جا سکتے ہو۔ اگر کبھی ہمیں تمہاری ضرورت پڑی تو ہم تمہیں کیسے بلائیں۔؟

جن نے کہا۔

صرف میرا نام بہرام جن لے لینا ہی کافی ہوگا میں حاضر ہو جاؤں گا اور مجھ سے جو مدد بھی ہو سکی وہ کر دوں گا۔

بہرام جن نے عنبر اور ناگ کو جھک کر سلام کیا اور غائب ہو گیا اس کے جانے کے بعد جنگل میں ایک بار پھر گہری خاموشی چھا گئی کچھ دیر عنبر اور ناگ باتیں کرتے رہے اور پھر گہری نیند سو گئے ان کی آنکھ کھلی تو دھوپ نکل آئی تھی اور درختوں پر پرندے چہچہا رہے تھے وہ اٹھے ندی پر جا کر انہوں نے منہ ہاتھ دھویا اور تھوڑے سے جنگلی پھل توڑ کر کھائے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔

سر کٹا بھوت

دونوں دوست سارا دن جنگل میں چلتے رہے۔
شام ہونے کو آ گئی مگر جنگل ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا دونوں
کچھ پریشان سے ہو گئے کہ آخر یہ جنگل کب اور کہاں جا کر ختم ہو گا
اصل بات یہ تھی کہ وہ ایک غلط اور لمبے راستے پر آ گئے تھے اور نیم
دائرے کی شکل میں جنگل میں سفر کر رہے تھے اگر وہ سیدھے راستے
پر رہتے تو اس وقت تک جنگل کے جنوبی کنارے پر پہنچ چکے ہوتے
بہر حال شام ایک بار پھر سر پر آ گئی تھی انہوں نے دوبارا جنگل میں

رات بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ سخت اندھیرے کی وجہ سے رات کو جنگل میں سفر کرنا بہت دشوار بات تھی۔

انہیں ایک ٹوٹی پھوٹی بارہ دری نظر آئی قریب ہی ایک پرانا کنواں بھی تھا وہ اس جگہ رک گئے گھوڑوں کو جی بھر کر گھاس کھلا کر پانی پلایا اور خود بارہ دری کے ٹوٹے پھوٹے فرش پر کمبل بچھا کر لیٹ گئے اور باتیں کرنے لگے کہ ان کا یہ جنگل کا سفر کب ختم ہوگا ناگ کا خیال تھا کہ وہ راستے سے بھٹک گئے ہیں عنبر نے کہا اگر بھٹک بھی گئے ہیں تو پھر بھی انہوں نے کافی فاصلہ طے کر لیا ہے۔

اور کل تک انہیں جنگل کے جنوبی کنارے پر پہنچ جانا چاہیے ناگ نے کہا کہ اس کا بھی یہی خیال ہے خدا نے چاہا تو وہ اگلے روز اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے اس کے بعد وہ اپنی بھولی بھالی بہن ماریا کے بارے میں گفتگو کرتے رہے کہ خدا جانے بے چاری کس حال میں ہوگی اور

کہاں ہوگی اس ظالم ڈاکو گووند نے اس پر کیا کیا ظلم نہیں کیے ہوں
گے تھوڑی دیر بعد باتیں کرنے کے بعد ناگ کو نیند آنے لگی اس نے
کہا۔
یار مجھے تو نیند آرہی ہے۔ میں سو رہا ہوں۔
چلو پھر میں بھی سو جاتا ہوں نیند تو مجھے نہیں آرہی لیکن کوشش کرتا ہوں
کہ دو گھڑی آرام کرلوں کل پھر سفر کرنا ہے۔
ناگ تو اسی وقت خراٹے لینے لگا عنبر جاگتا رہا اسے نیند نہیں آرہی تھی
اس کا خیال بار بار اپنی بہن ماریا کی طرف جا رہا تھا کہ نہ جانے بے
چاری اس وقت کہاں ہوگی اور کس حالت میں ہوگی وہ بارہ دری کے
ٹوٹے پھوٹے فرش پر لیٹا سوچ رہا تھا کہ اچانک اسے یوں محسوس ہوا
جیسے زلزلہ آگیا ہو بارہ دری ہل رہی تھی ناگ بھی چونک کر اٹھ بیٹھا اور
بولا۔

یہ کیا ہو رہا ہے بارہ دری کیوں ہل رہی ہے۔؟

میرا خیال ہے بھونچال آ گیا ہے ہمیں چھت کے نیچے سے باہر آ جانا

چاہیے۔

دونوں لپک کر چھت سے باہر آ گئے ادھر گھوڑوں نے بھی درخت کے

نیچے کھڑے ڈر کر منمنانا شروع کر دیا عنبر اور ناگ ابھی سوچ

ہی رہے تھے کہ یہ زلزلہ کب ختم ہوگا کہ ایک دم ایک درخت کٹ کر

زمین پر گر پڑا انھوں نے چونک کر درخت کی جانب دیکھا یہ درخت

پرانے کنوئیں کے پاس ہی کھڑا تھا کنوئیں میں سے دھواں نکلنا شروع

ہو گیا عنبر نے کہا۔

ناگ، یہ بھونچال نہیں ہے یہ کچھ اور ہی معاملہ ہے۔

ناگ بھی بڑی حیرانی سے کنوئیں میں سے نکلتے ہوئے دھوئیں کو دیکھ

رہا تھا دھواں جنگل کی فضا میں پھیلتا چلا گیا اس کا ایک ستون سا بن گیا

اب بھونچال ختم ہو گیا تھا زمین ہلنا بند ہو گئی تھی دھوئیں کا ستون کنوئیں میں سے نکل کر عنبر اور ناگ سے کچھ فاصلے پر آ کر رک گیا دونوں بڑے غور سے دھوئیں کے ستون کو دیکھنے لگے ان کے دیکھتے دیکھتے دھواں غائب ہو گیا اور اس کی جگہ ایک ایسا بھوت آ کر کھڑا ہو گیا جس کے بارہ ہاتھ اور بارہ پاؤں تھے مگر سر غائب تھا اس کا قد ایک درخت کی طرح بلند تھا عنبر نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

یار یہ جنگل سر کٹے بھوتوں سے بھرا معلوم ہوتا ہے۔

ناگ بولا۔

اب کیا ہو گا۔ یہ بھوت تو بڑا خونخوار لگتا ہے ایک یا دو بازو ہوتے تو ہم مقابلہ بھی کر لیتے مگر اس کے تو بارہ بازو اور بارہ ٹانگیں ہیں اس کا مقابلہ کیسے کریں گے۔؟

عنبر نے کہا۔

مقابلہ ہم نہیں کریں گے۔

پھر کون کرے گا مقابلہ؟

بہرام جن۔ اگر اس سر کٹے بھوت نے ہمیں پریشان کرنے کی کوشش

کی تو ہم بہرام جن کو اسکے ساتھ مقابلے کے لئے چھوڑ دیں گے وہ

اسے ضرور مار بھگائے گا۔

عنبر یہ کہہ کر خاموشی سے سر کٹے بھوت کی طرف دیکھنے لگا وہ دیکھنا چاہتا

تھا کہ سر کٹا بھوت اس پر حملہ کرتا ہے یا نہیں بھوت اپنی جگہ پر کھڑا تھا

اور اپنے بارہ بازو بڑی بے چینی سے چاروں طرف ہلا رہا تھا جیسے کسی

شے کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہو پھر اس نے ایک دم اتنے زور سے

سانس لیا کہ جنگل میں بڑی تیز آندھی چلنا شروع ہو گئی اگر عنبر اور

ناگ درختوں سے نہ لپٹ جاتے تو وہ اس آندھی میں تنکوں کی طرح اڑ

جاتے مگر وہ بچ گئے اور درختوں کے ساتھ چمٹے رہے سر کٹے بھوت نے

جب دیکھا کہ دونوں ابھی تک وہیں موجود ہیں تو اس نے اپنے بارہ ہاتھ فضا میں بلند کیے فضا میں بلند ہوتے ہی اس کے ہاتھوں میں آگ کے شرارے نکلنا شروع ہو گئے اور جنگل کے اس حصے میں آگ لگ گئی جہاں عنبر اور ناگ کھڑے تھے اب بات بہت آگے نکل چکی تھی ناگ نے کہا۔

عنبر تم تو اس آگ سے بچ جاؤ گے کیونکہ تم مر نہیں سکتے مگر میں ضرور ہلاک ہو جاؤں گا خدا کے لئے کچھ کرو۔

عنبر نے اسی لمحے بہرام جن کا نام لے کر اسے بلا لیا جنگل میں ایک دھماکہ سا ہوا اور بہرام جن ان کے سامنے آن کھڑا ہوا اس نے آتے ہی کہا۔

کیا حکم ہے میرے آقا؟

عنبر نے کہا۔

دیکھ نہیں رہے جنگل میں آگ لگ رہی ہے جس طرح ہو سکے اس سر کٹے بھوت سے ہمارا پیچھا چھڑاؤ۔

جو حکم میرے آقا۔

جن نے اتنا کہا اور پیچھے مڑ کر سر کٹے بھوت کو قہر آلود نظروں سے دیکھا پھر اس نے منہ سے زوردار پھونک ماری اس کے منہ سے پانی کی ایک آبشار نکل کر جنگل کے درختوں پر گری اور ساری آگ یک لخت بجھ گئی۔

سر کٹے بھوت کو بھی پتہ چل گیا کہ کوئی دوسرا جن اس کے مقابلے کے لئے آ گیا ہے اس نے جنگل میں ایک بار پھر آگ لگا دی بہرام جن نے آگ کو پھر بجھا دیا اس بار سر کٹے بھوت نے زمین پر پاؤں مارا تو زمین اس جگہ سے شق ہو گئی جہاں بہرام جن کھڑا تھا۔

بہرام اچھل کر پرے ہو گیا اور ایک درخت جڑ سے اکھاڑ کر سر کٹے

بھوت پر زور سے مارا سر کٹے بھوت نے بھی درخت اکھاڑ لیا اب دونوں کا مقابلہ شروع ہو گیا ان کے شور اور پاؤں کی دھمک سے سارا جنگل لرز اٹھا بہرام جن آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہا تھا سر کٹا جن بھی ہر حملے کو بڑی کامیابی سے بچا رہا تھا بڑے زوروں کی جنگ ہو رہی تھی۔

بہرام جن نے ایک چھلانگ لگائی اور پاس ہی کھڑی چٹان کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اکھاڑ دیا سر کٹا جن ادھر اُدھر ہٹنے لگا بہرام جن دونوں ہاتھوں کے اوپر بہت بڑی چٹان لئے بھوت کو کچلنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا اور سر کٹا بھوت ادھر اُدھر بھاگ کر اپنا بچاؤ کر رہا تھا خدا جانے اسے کیا سوجھی کہ اس نے پرانے کنوئیں میں چھلانگ لگا دی۔

جوں ہی سر کٹے بھوت نے کنوئیں میں چھلانگ لگائی بہرام جن نے

چٹان کا بہت بڑا پتھر کنوئیں کے منہ پر رکھ دیا اور اسے بند کر دیا پھر اس

نے ایک پتھر لے کر اسے زور سے زمین پر مارا درخت کی ایک ٹہنی کو

آگ لگ گئی بہرام جن نے جلتی ہوئی ٹہنی اٹھا کر کنوئیں کے اندر

پھینک دی کنوئیں میں سے آگ کے لمبے لمبے شعلے اٹھنے لگے۔ بہرام

جن نے کنوئیں کا منہ دوبارہ پتھر سے بند کر دیا اب کنوئیں میں سے سر

کٹے بھوت کی خوفناک چیخیں بلند ہونے لگیں وہ چلانے لگا کہ مجھے بچاؤ

مگر بہرام جن کنوئیں کے پتھر کے اوپر بیٹھا رہا جب سر کٹے بھوت کی

چیخیں بند ہو گئیں تو بہرام جن نے پتھر پر سے اتر کر جھک کر کہا۔

میرے آقا۔ یہ بد بخت سر کٹا بھوت جل کر بھسم ہو گیا ہے یہ اب اس

جنگل میں کسی مسافر کو تنگ نہیں کرے گا اب میں جا رہا ہوں اگر کوئی

اور خدمت ہو تو فرمائیں۔؟

عنبر نے کہا۔

نہیں بہرام۔ اب تم جا سکتے ہو۔ تمہارا شکریہ۔

بہرام جن غائب ہو گیا عنبر اور ناگ نے کنوئیں کے پاس جا کر چٹان کے ساتھ کان لگا کر سنا کنوئیں کے اندر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی صاف ظاہر تھا کہ سر کٹا بھوت جل کر بھسم ہو گیا ہے انہوں نے چٹان کو ہاتھ لگا کر دیکھا وہ اتنی بڑی تھی کہ کوئی بھی انسان اسے اٹھا کر کنوئیں پر نہیں رکھ سکتا تھا وہ بارہ دری میں واپس آ کر لیٹ گئے کیونکہ صبح صبح انہیں پھر اپنے مصیبت کے سفر پر چلنا تھا۔

نقلی ڈاکو

دوسرے دن دوپہر کو وہ جنگل کے جنوبی کنارے پر پہنچ گئے۔

یہاں انہوں نے ایک جگہ ٹیلے کے اوپر کھڑے ہو کر جنوب کی طرف

ویران قلعے کے کھنڈرات دیکھے۔ وہ سمجھ گئے کہ یہی وہ مقام ہے جس

کے بارے میں شانتا نے انہیں بتایا تھا کہ گووند ڈاکو وہاں رہتا ہے اور

اس نے ماریا کو وہیں قید کر رکھا ہے انہوں نے ٹیلے پر سے اتر کر

گھوڑے دوڑائے اور بہت جلد قلعے کے پچھواڑے ایک ٹوٹی پھوٹی

دیوار کے پاس جا کر رک گئے یہاں بیٹھ کر وہ غور کرنے لگے کہ قلعے

کے اندر کیسے جایا جائے انہیں یقین تھا کہ یہی ڈاکوؤں کا مسکن ہے اور

ماریا اسی جگہ قید ہوگی لیکن وہ بڑی ہوشیاری اور دور اندیشی کے ساتھ

کوئی قدم اٹھانا چاہتے تھے کیونکہ جلد بازی سے انہیں اور مار یا کو نقصان پہنچ سکتا تھا وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ انہیں گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی گھوڑے قدم بقدم چلتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے دونوں درختوں کی آڑ میں ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ دو گھوڑ سوار جنہوں نے سروں پر پگڑیاں باندھ رکھی تھیں اور گلے میں سرخ رومال تھے جنگل میں ان کی طرف چلے آ رہے تھے دونوں دم بخود ہو گئے وہ قریب سے باتیں کرتے ہوئے گزر گئے ان میں ایک مونچھوں والا گووند تھا اور دوسرا اس کا ساتھی تھا گووند کہہ رہا تھا۔

بنارس سے دو نئے ٹھگ آج ہمارے قلعے میں آ رہے ہیں............ سردار نے پیغام بھیجا ہے کہ وہ بڑے کاریگر ٹھگ ہیں ان کی بڑی آؤ بھگت کرنا۔

دوسرے نے پوچھا۔

مگر گووند ہم تو ان کی شکل نہیں پہچانتے پھر کیسے معلوم ہو گا کہ یہ وہی ٹھگ ہیں۔؟

گووند نے کہا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ قلعے میں آتے ہی ہمارا خفیہ جملہ بولیں گے کہ طفیل آ گیا اور پھر انہوں نے گلے میں سیاہ رومال باندھ رکھے ہوں گے اس سے زیادہ اور کیا نشانی ہو سکتی ہے۔

ٹھیک ہے۔

دونوں گھوڑ سوار باتیں کرتے گزر گئے۔

عنبر اور ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ان کی آنکھوں میں خاص قسم کی چمک تھی ایسے لگتا تھا کہ دونوں ایک ہی بات سوچ رہے ہو

عنبر نے کہا۔

ناگ ٹھگوں کے قلعے میں داخل ہونے کا بڑا سنہری موقع ہے کیوں نہ

ہم بنارس کے ٹھگ بن کر قلعے کے اندر چلے جائیں خفیہ جملہ تو ہمیں معلوم ہو ہی گیا ہے۔

ناگ بولا

میں بھی یہی سوچ رہا تھا مگر کالے رومال ہم کہاں سے حاصل کریں گے۔

ہمارے پاس جو کالے رنگ کی ایک چادر ہے اسے پھاڑ کر رومال بنالیں گے۔

ناگ کو عنبر کی یہ ترکیب پسند آئی تھی پھر اس نے کچھ سوچ کر کہا لیکن دوست اگر اصلی بنارس ٹھگ بھی پہنچ گئے تو کیا کریں گے؟ عنبر نے کہا۔

وہ جب آئیں گے تو دیکھا جائے گا پہلے ہم قلعے کے اندر داخل تو ہوں ہو سکتا ہے ان کے آنے تک ہم ماریا کو لے کر یہاں سے فرار ہو

جائیں۔

تو پھر چلو۔ دیر کا ہے کی ہے۔؟

انہوں نے اسی وقت کالی چادر پھاڑ کر رومال بنائے اور گلے میں ڈال لیے سروں پر سفید پگڑیاں باندھ لیں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعے کی طرف روانہ ہو گئے پرانے قلعے کا کھنڈر بالکل سامنے ہی تھا کھنڈر کے اندر ایک جگہ ٹوٹا پھوٹا پتھروں کا دروازہ تھا جو جنگلی جھاڑیوں میں چھپا ہوا تھا انہوں نے اندازہ لگایا کہ یہی ویران قلعے کے اندر جانے کا راستہ ہو گا چنانچہ وہ دروازے کے پاس جا کر رک گئے ابھی انہیں کھڑے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ ان کے دائیں بائیں چھلانگیں لگا کر چار ڈاکو آ گئے اور انہوں نے ان کے گلوں میں لال رومال ڈال کر کسنے شروع کر دیے عنبر نے مسکرا کر کہا۔

کیا طفیل آ گیا ہے۔؟

اس جملے کو سنتے ہی ڈاکوؤں نے اپنے رومال عنبر اور ناگ کے گلے

سے نکال لیے اور پوچھا۔

طفیل تو آ گیا ہے مگر تم کہاں سے آئے ہو؟

ہم بنارس سے آئے ہیں اور گووند سے ملنا ہے۔

ڈاکو پہریدار سمجھ گئے کہ یہ وہی بنارسی ٹھگ ہیں جن کے بارے میں

گووند نے انہیں ہدایت دے رکھی تھی کہ وہ جس وقت بھی آئیں انہیں

بڑی عزت کے ساتھ اس کے پاس لے آیا جائے چاروں ڈاکوؤں

نے عنبر اور ناگ کو سلام کیا اور کہا۔

ہمارے ساتھ آ جاؤ بھائی سردار گووند آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا عنبر اور

ناگ بڑی شان کے ساتھ چاروں ڈاکوؤں سمیت قلعے کے اندر داخل

ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ ٹھگوں نے قلعے کے اندر غار بنا رکھے تھے

ایک غار کا دروازہ دوسرے غار میں کھلتا تھا غاروں کے نیچے بھی غار

تھے اگر پولیس چھاپہ مارے تو وہ بڑی آسانی کے ساتھ اوپر والے غار

کو چھوڑ کر نیچے والے غار میں چھپ سکتے تھے اور کسی کو کانوں کان خبر

نہیں ہو سکتی تھی عنبر اور ناگ ڈاکوؤں کی کمین گاہ کی ان بھول بھلیوں

سے بڑے متاثر ہوئے اور راستے کو یاد رکھنے لگے تاکہ باہر نکلنے میں

آسانی ہو اور کہیں وہ بھی راستہ نہ بھول جائیں۔

ایک غار میں سے نکل کر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے جس کی

چھت اونچی تھی ایک طرف تخت پر تکیے لگے تھے اور گوونڈا اپنے ساتھی

کے ہمراہ بیٹھا حقہ پی رہا تھا پہریداروں نے گوونڈ کو جھک کر سلام کیا

اور کہا۔

سرکار۔ بنارس کے چھنگو منگو ٹھگ آ گئے ہیں۔

گوونڈ نے تالی بجا کر کہا۔

مبارک مبارک چھنگو منگو............... تم دونوں سے مل کر مجھے

بڑی خوشی ہوئی ہے میرا نام گووند ہے میں یہاں کا سردار ہوں اور یہ میرا ساتھی شام ہے۔

عنبر اور ناگ نے باری باری سب سے ہاتھ ملائے اور کہا۔

سردار گووند کو ہمارا سلام ہو ہم نے آپ کی بہت تعریف سنی تھی اور آپ کو دیکھنے کا بہت شوق تھا۔

گووند بولا۔

مجھے بھی آپ سے ملنے کا بے حد شوق تھا کیونکہ میں نے بھی آپ کی بڑی تعریف سنی تھی خاص طور پر پرتاب گڑھ کے جنگل میں آپ دونوں نے جو راجہ کے بارہ سپاہیوں کو رومال سے گلا گھونٹ کر مارا تھا تو وہ آپ کی بہادری کی ایک زندہ مثال ہے آپ واقعی ہمارے ملک کے مشہور اور قابلِ عزت ٹھگ ہیں یہ بتاؤ کہ تمہارے سردار کے ساتھ کیا جھگڑا ہو گیا تھا۔؟

عنبر اور ناگ پریشان ہو گئے کیونکہ انہیں بالکل نہیں معلوم تھا کہ چھنگو منگو کا ان کے سردار سے کیا جھگڑا ہوا تھا پھر بھی عنبر نے اندازہ لگا کر کہا۔

گوونڈ آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ ہمارا سردار بڑا غرور کرنے لگا تھا اور اس کے دوسرے ٹھگوں کے ساتھ سلوک بڑا برا تھا پھر ہم سے برداشت نہ ہو سکا کیونکہ ہماری وجہ سے سردار عیش کر رہا تھا ہم نے ایک ایک دن میں دو دو قافلوں کا مال لوٹ کر سردار کو دیا تھا مگر اس نے ہماری قدر نہ کی اس لیے ہمیں اس سے الگ ہونا پڑا۔

بہت خوب بہت خوب تم ٹھیک کہتے ہو ولیر ڈاکو بھی کسی سے نہیں ڈرتا مگر ہم آپ کی عزت کریں گے کیونکہ ہم بہادر ڈاکوؤں کی ہمیشہ سے عزت کرتے آئے ہیں آپ ہماری ٹولی میں رہ کر بہت خوشی محسوس کریں گے اور آپ کو یوں لگے گا جیسے آپ اپنے بھائیوں میں رہ

رہے ہیں۔

ناگ نے کہا۔

ہمیں بھی یہی امید ہے کہ آپ کے ساتھ ہمارا دل لگ جائے گا گوند
نے اسی وقت کھانے کے لئے بھنے ہوئے مرغ اور پھل منگوا کر عنبر اور
ناگ کے آگے رکھا اور کہا۔

چھنگو منگو تم تھکے ہوئے ہو اور تمہیں بھوک بھی ضرور لگی ہوگی۔اس
لئے خوب پیٹ بھر کر کھاؤ ہم آج ہی تیسرے پہر ایک جگہ ڈاکہ
مارنے جا رہے ہیں۔

عنبر نے کھانا کھاتے ہوئے پوچھا۔

کس جگہ جانا ہے سردار؟

گوند نے کہا۔

یہاں سے دس میل کے فاصلے پر ایک ندی ہے وہاں سے ایک سڑک

اجین کو جاتی ہے ہمارے جاسوس نے خبر دی ہے کہ دوپہر کے بعد وہاں سے ہستنا پور کا ایک سیٹھ پالکی میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ گزر رہا ہے ظاہر ہے اس کے پاس کافی دولت ہوگی بس آج اس کو شکار کرنا ہے ہم سب اکٹھے چلیں گے۔

عنبر بولا۔

جو حکم سردار۔

کھانے کے بعد عنبر اور ناگ نے وہیں کچھ دیر لیٹ کر آرام کیا آرام کیا کرنا تھا بس وہ موقع کی تلاش میں رہے کہ کسی طرح سے انہیں ماریا کے بارے میں کچھ علم ہو مگر وہ کچھ بھی معلوم نہ کر سکے نہ تو ماریا وہاں آئی اور نہ وہ کسی سے کچھ پوچھ ہی سکے اس دوران میں دوپہر گزر گئی اور گووند نے آکر کہا۔

چھنگو منگو، تیار ہو جاؤ ڈاکہ ڈالنے چلنا ہے۔

مجبوراً ناگ اور عنبر کو ڈاکہ کی تیاری کرنی پڑی انہوں نے آج تک کسی بے گناہ کو نہ تو لوٹا تھا اور نہ رومال سے ٹھگوں کی طرح گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا مگر وہ انکار کرکے مصیبت میں نہیں پھنسنا چاہتے تھے چنانچہ وہ گووندا اور دوسرے ڈاکوؤں کے ساتھ قلعے سے نکل کر جنگل میں ندی کی طرف روانہ ہو گئے یہ ندی کافی دور تھی اور جنگل کے درمیان میں سے ہو کر گزرتی تھی۔

ندی کنارے پہنچ کر ڈاکو ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ سیٹھ کی پالکی نمودار ہوئی سیٹھ اپنی بیوی اور چار پیارے بچوں کے ساتھ سفر کر رہا تھا کچھ نوکر بھی تھے جنہوں نے تلواریں اٹھا رکھی تھیں ان نوکروں میں ڈاکوؤں کا ایک جاسوس بھی تھا جس نے سیٹھ کو وہیں ندی کنارے پڑاؤ ڈالنے پر مجبور کر دیا تھا سیٹھ کے نوکروں کی ساری تلواریں جاسوس نے ایک خاص جگہ رکھوا دیں اور

سیٹھ سے کہا۔

حضور آپ بچوں کے ساتھ آرام کریں میں جنگل میں سے آپ کے لئے پھل توڑ کر لاتا ہوں۔

یہ جاسوس سیدھا گووند کے پاس آ گیا اور اس نے آ کر بتایا کہ معاملہ تیار ہے اب چل کر حملہ کر دیں عنبر اور ناگ نہیں چاہتے تھے کہ ایک بے گناہ سیٹھ اور اس کے معصوم بیوی بچوں کو ہلاک کر دیا جائے

.........انہوں نے گووند سے کہا۔

سردار ہمیں اجازت دو کہ ہم اس سیٹھ کو اپنا شکار کریں۔

گووند نے مسکرا کر کہا۔

اجازت ہے ہمیں خوشی ہو گی کہ ہمارے مہمان شکار کریں گے۔

عنبر اور ناگ درختوں کی اوٹ میں سے نکلے اور دبے پاؤں جھاڑیوں میں سے ہوتے ندی کنارے اس مقام پر پہنچ گئے جہاں سیٹھ اپنی

بیوی اور بچوں کے ساتھ گھاس پر قالین بچھائے آرام کر رہا تھا نوکر ذرا پرے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے عنبر اور ناگ چھپنے کی بجائے سیدھے سیٹھ کے پاس پہنچ گئے سیٹھ ان کو دیکھ کر گھبرا گیا عنبر نے کہا۔

سیٹھ گھبراؤ نہیں ہم تمہیں ہلاک کرنے نہیں آئے حالانکہ ہمارے ذمے کام یہی لگایا گیا ہے ہم تمہیں یہ بتانے آئے ہیں کہ تم اور تمہاری بیوی بچے اس وقت بڑے خونخوار اور وحشی ڈاکوؤں کے نرغے میں آ چکے ہیں وہ تمہیں قتل کرکے تمہاری دولت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں انہوں نے ہمیں اسی لئے بھیجا ہے کہ ہم تم دونوں کو ہلاک کرکے تمہاری دولت لوٹ کر لے جائیں مگر ہم تمہیں اور تمہارے بے گناہ بیوی بچوں کو مارنا نہیں چاہتے۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ تم یوں لیٹ جاؤ جیسے مر گئے ہو اور ساری دولت ہمارے حوالے کر دو دولت تم پھر بھی پیدا کر لو گے مگر زندگی واپس نہیں آئے گی یہ میں تمہیں یقین

دلاتا ہوں کہ اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو ڈاکو کسی صورت میں زندہ

نہیں چھوڑیں گے تم زندہ بچ کر اب یہاں سے جا نہیں سکتے اسلئے

ہماری بات پر عمل کرتے ہوئے دولت ہمارے حوالے کر دو اور زندگی

بچا کر یہاں سے بھاگ جاؤ ڈاکو اس قدر زیادہ ہیں کہ تمہارے نوکر مل

کر بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

سیٹھ کی بیوی بچے تو رونے لگے سیٹھ کے دماغ میں عنبر کی بات بیٹھ گئی

اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

میری ساری دولت لے جائیں اور میری اور میرے بچوں کی جان

بخش دیں۔

عنبر نے کہا

بس اب تم سب قالین پر اس طرح لیٹ جاؤ کہ معلوم ہو کہ تم کو مار دیا

گیا ہے۔

سیٹھ نے ایک مرتبان میں سارے سونے کے سکے اور بیوی کا زیور ڈال کر عنبر کے حوالے کر دیا اور خود بیوی بچوں کے ساتھ قالین پر یوں لیٹ گیا جیسے اس کا گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ہو عنبر اور ناگ زیوروں اور اشرفیوں سے بھرا ہوا مرتبان لے کر گووند کے پاس آ گئے گووند نے مرتبان میں سونے کے زیوار اور اشرفیاں دیکھیں تو بڑا خوش ہوا اور عنبر اور ناگ کو شاباش دے کر بولا۔

چھنگو منگو تم واقعی بہت بہادر ٹھگ ہو میں تم پر جتنا بھی فخر کروں کم ہے سیٹھ کے خاندان کو پوری طرح ٹھکانے لگا دیا تھا ناں۔؟

عنبر نے کہا۔

اجی سردار! اس بے چارے نے تو چوں تک نہ کی بڑی خاموشی سے آنکھیں بند کر کے مر گیا۔

شاباش چلو واپس قلعے میں چلتے ہیں۔

اور سارے ڈاکو قلعے کی طرف لوٹ پڑے عنبر کو اس بات کا بھی بڑا دکھ
تھا کہ انہوں نے سیٹھ کی بیوی اور بچوں کے کانوں کے زیور اتار کو
گووند کو دے دیے ہیں جس کا اس زیور پر کوئی حق نہیں تھا عنبر نے
فیصلہ کر لیا کہ اگر ایسا ہو سکا تو وہ سیٹھ کی بیوی کا زیور ضرور واپس کر
دے گا۔

بہرام جن

ڈاکوؤں کے جانے کے بعد سیٹھ نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔
اس کی بیوی اور بچے اس کے پاس ہی آنکھیں بند کیے لیٹے ہوئے
تھے اس نے جلدی جلدی انہیں اٹھایا نوکر ڈر کے مارے ایک طرف
دبکے بیٹھے تھے سیٹھ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ مال چلا گیا مگر اس کی
جان تو بچ گئی بوڑھے نوکر نے کہا۔
سیٹھ صاحب گھر جا کر کالے بکرے کی قربانی دیں وہ تو کوئی نیک آدمی
تھا جس نے آپ کو بچا لیا ورنہ یہ ٹھگ تو کسی کو نہیں چھوڑتے ان کے
لئے کسی کا گلا گھونٹ کر مار ڈالنا تو بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔
سیٹھ نے بال بچوں کو ساتھ لیا اور راتوں رات سفر کرتا ہوا جنگل سے

باہر آ گیا۔

ادھر پرانے قلعے میں رات کو عنبر اور ناگ کے پہلے شکار کی خوشی میں دعوت دی گئی سالم بکرے بھونے گئے آدھی رات تک دعوت جاری رہی پھر سب لوگ سو گئے عنبر اور ناگ کی سردار گووند نے بڑی تعریف کی گووند نے کہا تھا۔

بڑا سردار زرتاش جب آ کر تم سے ملے گا تو بے حد خوش ہو یہ سن کر دونوں دوست سر پکڑ کر رہ گئے تھے تو گویا زرتاش ٹھگ ان ڈاکوؤں کا بڑا سردار تھا عنبر اور ناگ کو معلوم تھا کہ جوں ہی زرتاش وہاں پہنچا وہ ان دونوں کو پہچان لے گا اور پھر ڈاکوؤں کو دھوکے دینے کے الزام میں دونوں کو مار دیا جائے گا ابھی تک انہوں کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا تھا کہ ماریا کہاں پر ہے۔؟ دوسرے انہیں یہ بھی غم کھائے جا رہا تھا کہ جب اصل چھنگو منگو بناری ٹھگ وہاں آ گئے تو کیا ہو گا۔ عنبر نے کہا۔۔

مگر وہ ابھی تک آئے کیوں نہیں؟ انہیں تو آج شام تک آجانا تھا۔؟

ناگ بولا۔

ہو سکتا ہے وہ ابھی راستے میں ہوں اور رات کو کسی وقت پہنچ جائیں۔

اس صورت میں ہمیں خبر دار رہنا چاہیے۔

چنانچہ وہ دونوں جاگتے رہے بلکہ آدھی رات کو اٹھ کر پرانے قلعے کے دروازے کے باہر جا کر دور جنگل کے راستے میں بیٹھ گئے آدھی رات کے بعد دور سے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی وہ چوکنے ہو گئے

ناگ نے کہا۔

شاید وہ آرہے ہیں۔؟

عنبر ہوشیار ہو گیا تھوڑی دیر میں دو گھوڑ سوار نمودار ہوئے انہوں نے سفید پگڑیاں باندھ رکھی تھیں اور گلے میں سیاہ رومال تھے عنبر سرگوشی میں ناگ سے بولا۔

یہی چھنگو منگو ہیں میں ان سے بات کرتا ہوں تم کوئی ایسا بندوبست کرو کہ یہ لوگ پرانے قلعے میں داخل نہ ہو سکیں۔

عنبر آگے بڑھ کر راستے میں کھڑا ہو گیا اتنے میں دونوں ٹھگ قریب آ گئے عنبر نے سلام کر کے کہا۔

کیا طفیل آ گیا ہے۔؟

یہ ٹھگوں کا خفیہ فقرہ تھا۔ بنارسی ٹھگ وہیں رک گئے ایک نے کہا۔

ہاں طفیل آ گیا ہے۔

عنبر نے پوچھا۔

کیا تم بنارس سے آئے ہو اور تمہارا نام چھنگو منگو ہے۔؟

انہوں نے کہا۔

ہاں ہم چھنگو منگو ہیں اور بنارس سے آئے ہیں۔

عنبر نے خوش ہو کر کہا۔

تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی سردار گووند نے کہا ہے کہ تم دونوں کو عزت سے لے کر جنگل والی کمین گاہ میں آ جاؤں وہ وہاں تمہارا انتظار کر رہا ہے آؤ میرے ساتھ۔

چھنگو منگو عنبر کے ساتھ چل پڑے تھوڑی دور عنبر نے لے جا کر کہا۔

تم لوگ یہاں ٹھہرو میں سردار کو خبر کرتا ہوں۔ وہ ایک جگہ چھپ کر شکار کا انتظار کر رہا ہے۔

چھنگو منگو وہیں رک گئے اور عنبر درختوں کے پیچھے چلا گیا اس عرصے میں ناگ نے سانپ کا روپ بدل لیا تھا اور دونوں کا پیچھا کرتا چلا آیا تھا چھنگو منگو کے درختوں کے پاس گھوڑوں پر سے اتر کر درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے چھنگو نے کہا۔

یار منگو یہ سردار گووند یہاں کہاں بیٹھا انتظار کر رہا ہے؟

منگو نے کہا۔

چھنگو یار وہ بھی ٹھگ ہے کسی موٹی آسامی کی مار پر لگا ہو گا ابھی آجاتا ہے۔

سانپ چھنگو کے عین پیچھے آگیا تھا چھنگو کو کوئی خبر نہیں تھی سانپ نے پھن اٹھا کر چپکے سے چھنگو کے کندھے پر ڈس دیا ناگ نے صرف اتنا زہر جسم کے اندر داخل کیا جس سے وہ دو روز تک بے ہوش رہے اور مرے نہیں۔ منگو نے چھنگو کی طرف دیکھ کر کہا۔

مجھے تو دال میں کچھ کالا کالا نظر آرہا ہے۔

لیکن چھنگو نے کوئی جواب نہ دیا منگو نے اسے قریب آکر دیکھا تو وہ بے ہوش ہو چکا تھا منگو ایک دم چوکس ہو کر اٹھ کر بیٹھ گیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگنے ہی والا تھا کہ سانپ نے پھن اٹھا کر اسے بھی پاؤں پر ڈس دیا منگو چکر کھا کر گرا اور گرتے ہی بے ہوش ہو گیا سانپ نے اسی وقت ناگ کی شکل اختیار کر لی اور عنبر کو آواز دے کر بلا لیا۔

یہ دونوں تو بے ہوش ہو گئے اب ان کو کسی ایسی جگہ چھپا دیتے ہیں

جہاں یہ جنگلی درندوں سے بچے رہیں۔

انہوں نے مل کر ایک درخت کی کھوہ میں ان دونوں بناری ٹھگوں کو

چھپا کر اوپر سے سوکھے پتے ڈال دیے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس

قلعے میں آ گئے ایک بہت بڑی پریشانی سے انہوں نے اپنا پیچھا چھڑا

لیا تھا۔

دوسرے روز سردار گووند نے عنبر اور ناگ سے کہا۔

میاں چھنگو منگو ملک آسام سے پرسوں شام ہمارا بڑا سردار زرتاش

ٹھگ واپس آ رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے آنے سے پہلے پہلے

کوئی بہت بڑا ڈاکہ مارا جائے تاکہ بڑا سردار زرتاش آئے تو اس کو

تحفے پیش کیے جائیں کیا خیال ہے۔؟

بڑا اچھا خیال ہے عنبر نے کہا۔

مگر وہ دل ہی دل میں پریشان ہو گیا کہ اگر زرتاش وہاں آ گیا تو ان دونوں کا بھانڈا پھوٹ جائے گا اور کم از کم زرتاش اس بات پر ضرور ان سے پوچھ گچھ کرے گا کہ وہ دونوں کس نیت سے ٹھگوں میں چھنگو منگو کا بھیس بدل کر آئے ہوئے ہیں اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا گو وہ نہ بولا۔

میرا جاسوس کل کسی قافلے کی خبر لائے گا اگر کوئی قافلہ ادھر سے گزرنے والا ہوا تو کل اسی پر ہاتھ صاف کیا جائے گا۔

عنبر اور ناگ غار میں ایک جگہ آ کر بیٹھ گئے اور اپنی تلواروں کو چمکانے لگے دل میں وہ بڑے پریشان تھے دوسری طرف انہیں چھنگو منگو کا بھی فکر تھا شام تک انہیں بھی ہوش آ جانا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ رات کو وہ بھی قلعے میں آ جائیں گے اور پھر بھانڈا پھوٹ جانے کا خطرہ تھا غرض کہ عنبر اور ناگ اپنی بہن ماریا کی تلاش میں یہاں آ کر

ایک عجیب چکر میں پھنس گئے تھے۔

ناگ نے کہا۔

آخر ہم نے بھی تو یہاں ماریا کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی؟

مگر یہاں تو ایک بھی عورت نہیں ہے ڈاکوؤں کے غاروں میں سوائے

مردوں کے اور کوئی نہیں۔

کم از کم ہم کسی سے پوچھ ہی سکتے ہیں۔؟

اس طرح انہیں شک ہو سکتا ہے۔

تو پھر کیا ہوا شک ہوتا ہے تو ہو جائے۔

اتنے میں ایک ادھیڑ عمر کا ڈاکو ادھر سے گزرا۔ ناگ نے اسے بلا کر

کہا۔

بابا ایک بات تو بتاؤ۔

ڈاکو رک گیا۔ عنبر نے غصے سے ناگ کی طرف دیکھا ناگ سمجھ گیا عنبر

نہیں چاہتا تھا کہ کسی سے ماریا کا ذکر کیا جائے وہ ڈاکو سے ادھر اُدھر کی

باتیں کرنے لگا جب ڈاکو چلا گیا تو عنبر نے کہا۔

تم ضرور ماریا کو کسی مصیبت میں پھنساؤ گے۔

لیکن آخر ہم کب تک یہاں پڑے رہیں گے کل نہیں تو پرسوں زرتاش

آجائے گا اور اپنا راز فاش ہو جائے گا اور سب کو پتہ چل جائے کہ ہم

ڈاکو نہیں ہیں۔

اچھا ان باتوں کو چھوڑو۔ پہلے جنگل میں چل کر چھنگو منگو کی خبر لیتے

ہیں کہ کم بخت کہیں انہیں ہوش تو نہیں آ گیا۔

دونوں اٹھ کر جنگل میں آ گئے ان دونوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ

گئے جب انہوں نے دیکھا کہ جس جگہ انہوں نے بے ہوش ڈاکوؤں

کو چھپایا تھا وہ وہاں نہیں تھے وہ جلدی سے قلعے کی طرف آئے ابھی

وہ قلعے کے دروازے پر ہی تھے کہ سارے ڈاکوؤں نے تلواریں نکال

کرانہیں گھیرے میں لے لیا۔سردار گوونڈ نے چیخ کر کہا۔

کون ہوتم؟اور یہاں کس کی جاسوسی کرنے آئے تھے۔؟

عنبر اور ناگ نے دیکھا کہ اصلی چھنگو منگو سردار گوونڈ کے پاس ہی کھڑے تھے اب عنبر اور ناگ بھلا کیا جواب دیتے آئیں ،بائیں ،شائیں دیکھنے لگے............گوونڈ نے کہا۔

ان کو قید میں ڈال دو بڑے سردار کے آنے پر ان کے سر قلم کر دیے جائیں گے۔

ڈاکو عنبر اور ناگ کو سب سے نچلی غار میں لے گئے اور وہاں ایک کوٹھڑی میں بند کر کے آگے بڑا سا پتھر رکھ دیا دونوں دوست بے بس ہو کر رہ گئے عنبر سے ناگ نے کہا کہ وہ بہرام جن کی مدد لے مگر عنبر نے کہا جب تک ماریا کا پتہ نہیں چلتا جن کی مدد بےکار ہے۔

ماریا کا پتہ اگر چل سکتا ہے تو ان ڈاکوؤں میں سے ہی چل سکتا ہے اس

لئے ہمارا یہاں رہنا بہت ضروری ہے۔

کم از کم اس وقت تک ہمیں یہیں رہنا ہوگا جب تک ہمیں یہ سراغ نہیں مل جاتا کہ ماریا کو ان لوگوں نے کہاں چھپا کر رکھا ہوا ہے؟

دوسرے روز بڑا سردار زرتاش ٹھگ بھی وہاں پہنچ گیا جب اس کے سامنے عنبر اور ناگ کو پیش کیا گیا تو وہ انہیں فوراً پہچان گیا اور حیران ہو کر بولا۔

اچھا تو تم جاسوس نکلے میں بھی حیران تھا کہ تم اتنی دور کا سفر کر کے ہمارے شہر میں کیوں آ رہے ہو بہت اچھا۔ تمہیں جاسوسی کی سزا دی جائے گی تمہیں ہم سے غداری کا مزا چکھایا جائے گا۔

زرتاش نے گووند کو حکم دیا۔

گووند۔

حکم سردار۔

کل صبح سورج نکلتے ہی ان دونوں کو قلعے کی سب سے اوپر والی دیوار سے نیچے کھڈ میں گرا دیا جائے۔

ایسا ہی ہو گا سردار۔

عنبر اور ناگ کو قید میں ڈال کر ان پر کڑا پہرہ لگا دیا گیا اب عنبر کے لئے اپنا کرتب دکھانے کا وقت آ گیا تھا اس نے ناگ سے کہا

میں بہرام جن کو ابھی نہیں بلاتا میں اسے کل ٹھیک اس وقت بلاؤں گا جب یہ لوگ ہمیں قلعے کی دیوار سے نیچے گرا رہے ہوں گے۔

ناگ نے کہا۔

اور اگر بہرام جن نے آنے میں دیر کر دی تو کم از کم میری ہڈی پسلی ایک کر دی جائے گی بھائی اسے ابھی بلا لو۔ کم از کم اسے بلا کر یہ تو کہہ دو کہ کل سورج نکلتے ہی یہاں آ جائے۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

تم فکر نہ کرو ناگ. بہرام ٹھیک وقت پر آ جائے گا۔

ہوں توں کر کے رات گزر گئی ابھی دن نکلنے میں کچھ دیر باقی تھی کہ ڈاکو ان دونوں کو زنجیروں میں جکڑ کر قلعے کی فصیل کے اوپر لے گئے وہاں بڑا سردار زرتاش اور گووندا اور دوسرے سارے ڈاکو تماشہ دیکھنے کے لئے موجود تھے زرتاش نے مسکرا کر کہا۔

برخودار، اب ذرا زرتاش کے ساتھ غداری کرنے کا مزہ بھی چکھ کر دیکھ لو تمہیں معلوم نہیں کہ میرے نام سے ملک کا بچہ بچہ کانپتا ہے۔؟

عنبر نے بھی مسکرا کر کہا۔

زرتاش اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ میں کون ہوں اور تم کس کے ساتھ بات کر رہے ہو تو ابھی کانپنے لگو۔

زرتاش نے ڈانٹ کر کہا۔

بکواس بند کرو۔

عنبر بولا۔

اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ ماریا کہاں ہے تو میں تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو معاف کر دوں گا۔

زرتاش نے قہقہہ لگایا۔

بدنصیب تم مجھے معاف کرنا چاہتے ہو۔؟ کم بخت ابھی تمہارا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نیچے کھڈ میں پڑا ہو گا تمہاری حیثیت ہی کیا ہے میرے سامنے۔

عنبر نے کہا۔

اب بھی وقت ہے سوچ لو۔ میں تمہیں کچھ دیر کی مہلت دیتا ہوں پھر مجھ سے شکایت نہ کرنا کیوں کہ تم سب لوگوں کی موت کا وقت قریب آ رہا ہے۔

زرتاش نے آگے بڑھ کر بڑے زور سے عنبر کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔

عنبر کو تو کچھ نہ ہوا لیکن زرتاش کو یوں لگا جیسے اس نے کسی پتھر کی سل پر ہاتھ مار دیا ہو۔ وہ کچھ حیران ضرور ہوا مگر پھر غصے میں آ کر بولا۔

ان کے سر قلم کر دیے جائیں۔

جلاد تلوار لے کر آگے بڑھا اس نے عنبر کی طرف دیکھا عنبر نے فوراً آنکھیں بند کر کے بہرام جن کا خیال ذہن میں باندھا جن سامنے آ گیا جن سوائے عنبر کے اور کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا جن نے جھک کر کہا۔

کیا حکم ہے آقا۔؟

عنبر نے کہا۔

یہ لوگ ہمیں قتل کرنا چاہتے ہیں انہیں اس گستاخی کا مزہ چکھاؤ۔

بہرام جن بولا۔

میرے آقا کیا کسی کی جان بچانی بھی ہے یا سب کو ہلاک کر دوں۔؟

عنبر نے کہا۔

صرف زرتاش ٹھگ کو نہ مارنا۔ باقی سب لوگوں نے سینکڑوں بے گناہوں کے خون کیے ہیں انہیں ان کے گناہوں کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔

عنبر زرتاش کو اس لیے بچانا چاہتا تھا کہ اس کے خیال کے مطابق اسے ماریا کے بارے میں علم تھا کہ وہ کہاں ہے؟ حالانکہ زرتاش کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ ماریا کے بارے میں صرف گووند ہی جانتا تھا کہ وہ راجہ سنگرام کے محل میں ہے جن نے ادب سے سر جھکایا اور کہا۔

ابھی حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔

ادھر زرتاش نے چیخ کر کہا۔

جلادتو منہ کیا دیکھ رہے ہو آگے بڑھ کر ان کم بختوں کے سر کیوں نہیں قلم کر رہے۔؟

جلاد نے آگے بڑھ کر تلوار اوپر اٹھائی وہ گھما کر عنبر کی گردن پر مارنے

ہی والا تھا کہ کسی نے اسے اٹھا کر نیچے گہری کھڈ میں گرا دیا جلاد کی خوفناک چیخ دیر تک سنائی دیتی رہی زرتاش اٹھ کر کھڑا ہو گیا بہرام جن نے اب ڈاکوؤں کو ایک ایک کر کے اٹھا کر نیچے کھڈ میں گرانا شروع کر دیا نیچے گرتے ہی ڈاکوؤں کے جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور وہاں ایک شور مچ گیا گووند اور زرتاش بھاگنے لگے تو بہرام جن نے دونوں کو اپنے قابو میں کر لیا گووند کو اس نے اٹھا کر زور سے آسمان کی طرف پھینکا گووند کا جسم فضا میں کئی سو گز اوپر اٹھا اور پھر بڑی تیزی کے ساتھ کھڈ کے پتھروں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا زرتاش نے چیخ کر کہا۔

عنبر میری جان بخشی کر دو مجھے معاف کر دو مجھ سے بھول ہو گئی تھی۔

معاف کر دو میں ساری زندگی تمہارا غلام رہوں گا۔

عنبر نے بہرام جن کو اشارہ کیا کہ وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے جن نے سر جھکایا اور رخصت ہو گیا اب وہاں ڈاکوؤں میں سے سوائے

زرتاش کے اور کوئی نہیں تھا سب کے سب مارے گئے تھے عنبر نے

زرتاش سے پوچھا۔

اب بتاؤ ہماری بہن ماریا کہاں ہے۔؟

زرتاش نے حیرانی سے کہا۔

دیوتاؤں کی قسم مجھے بالکل نہیں معلوم وہ تو گووند کے پاس تھی وہی جانتا

تھا کہ اس نے ماریا کو کہاں رکھ چھوڑا ہے۔

عنبر اور ناگ سر پکڑ کر بیٹھ گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ زرتاش جھوٹ

نہیں بول رہا وہ سچ کہہ رہا ہے اب انہیں خیال آیا کہ انہوں نے گووند

کو کیوں مار ڈالا کم از کم اس سے ماریا کے بارے میں ہی پوچھ لیتے مگر

اب کیا ہو سکتا تھا تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

شیر کی گرج

ماریا راجہ سنگرام کے قلعے میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔
وہاں اسے اتنی بھی اجازت نہیں تھی کہ کھڑکی میں سے باہر بھی جھانک
سکے بوڑھی کنیز جوان سب کنیزوں کی سردارنی تھی ماریا کی جانی دشمن
بن گئی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ سردارنی کی ایک بیٹی راجہ کی بیوی تھی جب
سے ماریا محل میں آئی تھی راجہ نے سردارنی کی بیٹی سے برا سلوک
شروع کر دیا تھا راجہ سردارنی کی بیٹی کو نوکرانیوں سے بھی بدتر سمجھنے لگا
تھا اس بات کا سردارنی کو بڑا صدمہ تھا کہ ماریا نے اس کی بیٹی کی
زندگی تباہ کر دی ہے مگر وہ کچھ نہ کر سکتی تھی کیونکہ ماریا کو راجہ اپنی رانی

بنانے کا خواہش مند تھا اور وہاں شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں تھیں
ماریا کیلئے وہاں دونوں طرح مصیبت ہی مصیبت تھی۔
وہ راجہ سے شادی بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اور سردارنی الگ اس کی جان
کی دشمن بنی ہوئی تھی اسے ماریا کی نیلی آنکھوں سے بڑا جلاپا تھا
کیونکہ صرف اس کی نیلی آنکھوں کی وجہ سے راجہ نے سردارنی کی بیٹی کو
ذلیل کرر کھا تھا سردارنی نے فیصلہ کرلیا کہ وہ ماریا سے ایسا انتقام لے
گی کہ نہ وہ راجہ کے لائق رہے گی اور نہ آئندہ اپنی زندگی میں ہی سکھی
رہ کر جی سکے گی میں نے اپنے سب سے وفادار غلام کو ایک روز اپنے
کمرے میں بلا کر کہا۔
تم نے برسوں میرا نمک کھایا ہے اب وقت آ گیا ہے کہ میرے کام آ
کر اپنی وفاداری ثابت کرسکو کیا تم میری خاطر وہ کام کرسکو گے جو اس
محل میں کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔

غلام نے ادب سے کہا۔

اے ہماری سردارنی، یہ غلام تمہارے نمک کا حق ضرور ادا کرے گا اگر آپ کو میرے خون کی ضرورت ہے تو حکم کرو میں اپنا خون تمہارے قدموں پر نچھاور کرنے کو تیار ہوں۔

سردارنی بولی۔

میرے وفادار غلام مجھے تمہارے خون کی ضرورنہیں ہے میں چاہتی ہوں کہ تم میرے لئے ایک ایسا کام کرو جو میرے کلیجے میں جلتی ہوئی آگ بجھا سکے۔

غلام نے کہا۔

حکم کرو سردارنی بندہ حاضر ہے۔

سردارنی نے کہا۔

تو سنو، تم تو جانتے ہی ہو کہ راجہ نے جب سے نیلی آنکھوں والی کنیز

ماریا کو محل میں لا کر رکھا ہے اس نے میری بیٹی کو بالکل ہی بھلا دیا ہے کل تک میری بیٹی راجہ کی آنکھوں کا تارا تھی اور محل میں اسی کے نام کا سکہ چلتا تھا ماریا کے آنے کے بعد وہ ذلیل ہو گئی ہے اور راجہ نے اس کے ساتھ لونڈیوں سے بھی بدتر سلوک شروع کر دیا ہے۔

آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں سردارنی، اسے میں نے بھی محسوس کیا ہے کہ اب رانی کی وہ حیثیت نہیں رہی راجہ آپ کی بیٹی کی سب کے سامنے بے عزتی کر دیتا ہے۔

سردارنی نے غصے میں کہا۔

میں ہی ہرگز گوارا نہیں کر سکتی کہ میری آنکھوں کے سامنے میری بیٹی کی زندگی برباد ہو، میری بیٹی کی بربادی کا باعث صرف ماریا کی نیلی آنکھیں ہیں اب میں تم سے جو کام لینا چاہتی ہوں اسے غور سے سنو میں چاہتی ہوں کہ تم کسی بہانے ماریا کو قلعے سے باہر جنگل میں لیجاؤ

اور وہاں جا کر اسے کلہاڑے سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کی نیلی آنکھیں نکال کر مجھے لادو تاکہ میرے دل کی آگ ٹھنڈی ہو جائے اور میری بیٹی محل میں پھر سے وہی پرانی عزت حاصل کر لے۔

غلام نے جھک کر کہا۔

یہ تو کوئی مشکل بات ہی نہیں سردارنی آپ جس وقت حکم کریں میں یہ کام سرانجام دے دوں گا۔

سردارنی نے کہا۔

میں چاہتی ہوں کہ تم کل صبح صبح ماریا کو اپنے ساتھ جنگل میں لے جاؤ اسے کہو کہ جنگل میں اس کا ایک بھائی اس کا انتظار کر رہا ہے وہ اپنے بھائیوں کی یاد میں اکثر روتی رہتی ہے وہ بہت خوشی سے تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہو جائے گی بس جنگل میں جا کر اس کا کام تمام کر دو اور اس کی نیلی آنکھیں نکال کر مجھے لادو۔ مگر یاد رکھو یہ کام بڑی راز

داری کے ساتھ ہونا چاہیے۔

غلام نے کہا۔

ایسا ہی ہوگا سردارنی جی آپ بالکل فکر نہ کریں کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوگی کہ ماریاں کہاں چلی گئی راجہ یہی سمجھے گا کہ وہ چپکے سے محل چھوڑ کر چلی گئی ہے۔

سردارنی نے مسکرا کر کہا۔

شاباش۔اس کے عوض میں تمہارا دامن موتیوں اور ہیرے جواہرات سے بھر دوں گی۔

غلام بولا۔

آپ کی عنایت ہے سردارنی صاحبہ، غلام کل ہی ماریا کی نیلی آنکھیں آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دے گا اور اس کی لاش کو جنگل میں ایسی جگہ دفن کر دے گا کہ ساری زندگی کوئی اسے تلاش نہ کر سکے گا۔

سردارنی بولی۔

ٹھیک ہے اب تم جاؤ اور بڑی ہوشیار کے ساتھ اپنی خونی سازش پر عمل کرنا شروع کردو۔

غلام نے ادب سے سر جھکایا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

سردارنی کو یقین ہو گیا تھا کہ اب ماریا اس کے انتقام سے نہیں بچ سکے گی اور اس کی اپنی بیٹی کی زندگی تباہ و برباد ہونے سے بچ جائے گی

اس نے خوشی سے ایک قہقہہ لگایا اور اپنی دکھی بیٹی کو جا کر خوش خبری سنا دی کہ اس کی زندگی کا سنہری زمانہ ایک بار پھر شروع ہونے والا ہے

اس نے اپنی بیٹی کو یہ نہیں بتایا کہ اس نے ماریا کو قتل کروا دینے کا منصوبہ مکمل کر لیا ہے وہ ماریا کے قتل تک یہ بات اپنی بیٹی سے بھی چھپا کر رکھنا چاہتی تھی۔

دوسرے دن غلام بڑی مکاری سے ماریا کے پاس گیا ماریا محل کی

دوسری منزل کے دالان میں اکیلی سنگ مرمر کے چبوترے پر بیٹھی عنبر اورناگ کے بارے میں سوچ رہی تھی غلام نے قریب جا کر ادھر اُدھر دیکھا اور جھک کر کہا۔

ماریا تمہارا بھائی تم سے ملنا چاہتا ہے۔

یہ سن کر ماریا خوشی سے اچھل پڑی۔

کہاں ہے ہو۔

شی۔غلام نے آہستہ سے کہا خاموش رہو۔اگر کسی کو ذرا سا بھی علم ہو گیا تو میری جان پر مصیبت آجائے گی میں تو صرف انسانی ہمدردی کے لئے ایسا کر رہا ہوں۔

ماریا نے آہستہ سے پوچھا۔

کہاں ہے میرا بھائی کیا وہ اکیلا ہے۔؟ دوسرا بھائی کہاں ہے۔؟

غلام نے کہا۔

یہ مجھے نہیں معلوم کہ دوسرا بھائی کہاں ہے بہر حال تمہارا ایک بھائی مجھے اچانک کل جنگل میں مل گیا اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں سنگرام کے محل میں رہتا ہوں میں نے کہا ہاں پھر اس نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا میں نے اسے صاف بتا دیا کہ ماریا ہمارے قلعے میں ہے اس نے مجھ سے التجا کی کہ کسی طرح مجھے میری بہن سے ملا دو میں نے حامی بھر لی اب تم جلدی سے تیار ہو جاؤ تمہارا بھائی قلعے سے باہر جنگل میں ایک جگہ چشمے کے پاس بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہے میں تمہیں تمہارے بھائی تک پہنچا دوں گا۔

ماریا نے کہا۔

میں ابھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔

مگر ایک بات کا خیال رہے کسی کو ہرگز ہرگز مت بتانا کہ تم میرے ساتھ جنگل میں اپنے بھائی سے ملنے جا رہی ہو۔

کبھی نہیں بتاؤں گی میں وعدہ کرتی ہوں۔

غلام نے کہا۔

تو پھر تم میرے ساتھ آؤ۔

غلام ماریا کو لے کر ایک ویران سے کمرے میں آ گیا اسے معلوم تھا کہ ماریا محل سے باہر نہیں جا سکتی چنانچہ اس نے ماریا کو مردانہ لباس یعنی اسے سپاہی کی وردی پہنائی اور ساتھ لے کر قلعے کے ایک دروازے سے نکال کر باہر لے آیا۔

ٹھیک اس وقت ضلع خاندیس کے پہاڑوں سے نکل کر ایک آدم خور شیر ضلع اجین کے جنگلوں میں پھرتا پھراتا راجہ سنگرام کے قلعے کے آس پاس آ گیا تھا ایک پنجہ زخمی ہو جانے کی وجہ سے وہ تیزی سے بھاگ کر ہرن کا شکار نہیں کر سکتا تھا چنانچہ اس نے ایک برس پہلے آدمیوں پر حملے شروع کر دیے تھے کیونکہ انسان اس کے آگے بھاگ نہیں سکتا تھا

اور شیر بڑے آرام سے اسے دبوچ کر ہڑپ کر جاتا تھا۔

آدم خور شیر تین روز سے راجہ سنگرام کے قلعے کے آس پاس بھوکا پھر رہا تھا اور اسے کھانے کو کوئی آدمی نہیں ملا تھا بھوک سے اس کا برا حال ہو رہا تھا اس جنگل میں کوئی ہرن اور لومڑ بھی نہیں تھا جسے چیر پھاڑ کر وہ اپنے پیٹ کی آگ بجھا سکتا، وہ اپنے شکار کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا وہ بار بار اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر کسی انسان کی بو سونگھنے کی کوشش کرتا مگر ہر بار اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا۔ دوسری جانب غلام کو ساتھ لے کر راجہ سنگرام کے قلعے سے باہر نکل آیا اور جنگل میں چشمے کی طرف چلنا شروع کر دیا اس نے ماریا کو گھوڑے پر بٹھا رکھا تھا غلام نے اپنی وردی کے اندر بڑا خونخوار چھرا چھپا رکھا تھا جس کی مدد سے وہ ماریا کو قتل کرنے کے بعد اس کی نیلی آنکھیں نکالنا چاہتا تھا ماریا بے چاری بے خبری کے عالم میں اپنے بھائی کی محبت میں ڈوبی اس قاتل وحشی کے

ساتھ چلی جا رہی تھی ایک جگہ اس نے پوچھا۔

میرا بھائی کس جگہ بیٹھا ہے۔؟

غلام نے مسکرا کر کہا۔

بس ہم وہاں پہنچنے ہی والے ہیں ماریا۔ فکر نہ کرو۔

کچھ دور چلنے کے بعد ایک سیاہ پتھر کی چٹان کے پاس غلام نے گھوڑا روک لیا اس نے گھوڑے سے اتر کر ماریا کو بھی نیچے اتار لیا اس نے ماریا سے کہا۔

ماریا، تم یہاں بیٹھو میں تمہارے بھائی کو لے کر ابھی آتا ہوں گھبرانا نہیں میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔

ماریا بولی۔

جلدی آجانا بھائی مجھے اکیلی اس جنگل میں ڈر لگ رہا ہے غلام نے کہا۔

ڈرنے کی کیا بات ہے ابھی تمہارا بھائی بھی یہاں آ جائے گا۔

غلام درختوں کے پیچھے آ گیا ایک جگہ چھپ کر اس نے صدری کے اندر سے خنجر نکالا انگلی لگا کر اس کی تیز دھار کو دیکھا ایک پتھر پر خنجر کو اور زیادہ تیز کیا اور پھر قدم قدم ماریا کی طرف بڑھنے لگا وہ پیچھے سے ہو کر ماریا پر حملہ کرنا چاہتا تھا وہ خنجر ماریا کی گردن پر مار کر ایک ہی وار میں ہلاک کر دینا چاہتا تھا اور یہ کام اس کے لئے کوئی مشکل نہیں تھا اس نے قلعے میں سپہ سالار اور راجہ کے حکم سے سینکڑوں لوگوں کو خنجر مار کر قتل کیا تھا اور یہ تو بے چاری ایک بھولی بھالی مسکین سی لڑکی ہی تھی اس کو قتل کرنا کون سی مشکل بات تھی اس نے خنجر کو مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑا اور جھاڑیاں ادھر اُدھر ہٹاتا دبے پاؤں ماریا کی طرف بڑھنے لگا۔

عین اسی وقت جب آدم خور شیر نے اپنا منہ اوپر اٹھایا تو اسے ہوا میں

انسان کی بو محسوس ہوئی یہ بو بڑی تیز تھی جیسے کوئی انسان بالکل اس کے

قریب ہی ہو شیر بھوک سے نڈھال ہو رہا تھا وہ بے چینی سے دم

ہلانے لگا اور جدھر سے انسان کی بو آرہی تھی اس طرف پنجے سمیٹے بڑی

احتیاط سے چلنے لگا وہ اس قدر ہوشیاری سے آگے بڑھ رہا تھا کہ

سوکھے پتوں پر اس کے پاؤں رکھنے اور اٹھانے کی آواز تک نہ آرہی

تھی۔

اب منظر یہ تھا کہ ایک طرف سے غلام خنجر ہاتھ میں لیے ماریا کی طرف

بڑھ رہا تھا اور دوسری طرف سے شیر اپنے شکار کی طرف آگے بڑھ رہا

تھا ماریا بے چاری بھولا سا منہ لئے خاموش جنگل میں ڈری ڈری سی

بیٹھی تھی اس نے اپنے پیچھے پاؤں کی آہٹ سنی تو فوراً پلٹ کر دیکھا

پیچھے غلام خنجر ہاتھ میں لیے اس پر حملہ کرنے ہی والا تھا ماریا نے کہا۔

بھائی کہاں ہے۔

پھر جب اس نے غلام کے ہاتھ میں خنجر دیکھا تو ڈر کر پیچھے ہٹ گئی اور

بولی۔

خدا کے لئے مجھے قتل نہ کرو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے مجھے معاف

کردو۔

غلام نے شیطانی قہقہہ لگایا۔

اب تمہیں کوئی طاقت میرے خنجر کی تیز دھار سے نہیں بچا سکتی تمہاری

موت اب میرے ہاتھ میں ہے میں تمہیں سردارنی کے حکم سے قتل کر

کے تمہاری نیلی آنکھیں نکال کر ساتھ لے جاؤں گا تمہیں اب کوئی

نہیں بچا سکتا بہتر یہی ہے کہ مرنے کے لئے چپ چاپ تیار ہو جاؤ

اور اپنا گلا میرے سامنے جھکا دو تا کہ میں اسے کاٹ کر رکھ دوں تمہیں

کوئی تکلیف نہ ہو گی۔

ماریا نے چیخ کر کہا۔

بچاؤ..........بچاؤ..........کوئی بچاؤ..........

غلام نے قہقہہ لگا کر خنجر ہوا میں لہرایا ٹھیک اس وقت شیر نے درختوں کے پیچھے سے اپنے موٹے تازے شکار کو دیکھا اس کی آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی۔

شیر نے وہیں سے ایک طوفانی چھلانگ لگائی اور ایک بھیانک گرج کے ساتھ اپنا چھ من کا جسم غلام کے اوپر گرا دیا شیر کے طاقت ور پنجے نے غلام کے سر پر پڑ کر اس کی کھوپڑی پاش پاش کر دی اس کی لاش کو منہ میں چوہے کی طرح اٹھایا اور جنگل کی طرف غائب ہو گیا۔

ماریا کی کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ آناً فاناً کیا ہے کیا ہو گیا ابھی غلام خنجر سے اسے ہلاک کرنے والا تھا اور ابھی شیر نے اسے ہلاک کر دیا اور لاش دانتوں میں دبوچ کر غائب ہو گیا شیر ماریا کی زندگی اور غلام کی موت بن کر وہاں آیا اور آن کی آن میں سارے کھیل کو بدل کر وہاں سے چلا

گیا شیر کی خوفناک دھاڑ، غلام کی آخری چیخ اور اس کے خون آلود لاش کو شیر کے منہ میں دیکھ کر ماریا ڈر کے مارے تھر تھر کانپنے لگے کتنی دیر تک اسے ہوش ہی نہ آیا کہ وہاں کیا ہوگیا ہے۔

پھر جب وہ ذرا سنبھلی تو اس نے محسوس کیا کہ خدا نے اس پر ایک عظیم احسان کیا ہے کہ شیر کو اس کی مدد کے لئے وہاں بھیج دیا ہے اگر شیر وہاں نہ آتا تو غلام ضرور اسے قتل کر کے اس کی آنکھیں نکال کر لے جا چکا ہوتا اب وہ ڈرتی ڈرتی اٹھی اور جدھر شیر گیا تھا اسی کی مخالف سمت کو بھاگ کھڑی ہوئی وہ دوبارہ قلعے میں واپس جا کر اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں چلانا چاہتی تھی یہ تو خدا نے اسے سنہری موقع دیا تھا کہ اس کی جان بھی بچ گئی اور وہ اس پتھروں کے قلعے کی قید سے بھی آزاد ہوگئی۔

زرتاش کا انتقام

زرتاش کو کھنڈر میں چھوڑ کر عنبر اور ناگ ماریا کی تلاش میں چل پڑے انہیں صرف اسی قدر سراغ مل سکا تھا کہ ہو سکتا ہے ماریا کو گووند نے راجہ سنگرام کے محل میں کنیز بنا کر فروخت کر دیا ہو عنبر اور ناگ نے فیصلہ کیا کہ راجہ سنگرام کے محل کی طرف چلنا چاہیے ہو سکتا ہے ان کی بہن انہیں وہیں مل جائے انہوں نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر دور راجہ سنگرام کا قلعہ دیکھا جو ایک پہاڑی کے اوپر بنا ہوا تھا وہ اس قلعے کی طرف چل دیے۔

زرتاش ٹھگ کے سارے ساتھی عنبر اور ناگ نے مروا دیے تھے اس

کا بہترین ساتھی گووند بھی ہلاک کر دیا گیا تھا اس چیز کا زرتاش کو بے حد صدمہ ہوا تھا اس نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ عنبر اور ناگ سے اس کا بدلہ ضرور لے گا اس کی ایک ہی صورت تھی کہ وہ بے دھیانی میں عنبر اور ناگ کو مروا ڈالے یعنی انہیں اتنی مہلت ہی نہ مل سکے کہ وہ آسمانی طاقت کو بلا سکیں اس کے لئے اس نے سوچا کہ اجین کے پجاری اور راجہ کی خدمات حاصل کرنی چاہئیں کیونکہ عنبر اور ناگ نے دیوتاؤں پر قربان کیے جانے والے بچے اغوا کر کے ایک ایسا جرم کیا تھا جس کی سزا موت تھی زرتاش نے سازش یہ سوچی کہ فوراً اجین پہنچ کر پجاری اور راجہ کو باخبر کر دیا جائے کہ ان کا مجرم اس وقت راجہ سنگرام کے قلعے میں ہے راجہ سنگرام کے راجہ اجین کے ساتھ بڑے برادرانہ تعلقات تھے وہ ایک منٹ کے اندر اندر عنبر اور ناگ کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر راجہ اجین کے حوالے کر سکتا تھا۔

زرتاش نے ایک پل بھی ضائع نہیں کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اسے سرپٹ دوڑاتا جنگل کے ایک خفیہ راستے سے اجین کی طرف روانہ ہو گیا جس وقت عنبر اور ناگ راجہ سنگرام کے قلعے کے باہر پہنچے زرتاش اجین کے بڑے ناگ مندر کے باہر کھڑا پجاری کا انتظار کر رہا تھا۔ پجاری نے دروازہ کھولا اور باہر زرتاش کو دیکھ کر کہا۔

ارے زرتاش، یہ تم کو کیا ہوا۔ تم اتنی دیر بعد کہاں سے آ گئے؟

دونوں ایک دوسرے سے گلے لگ کر ملے پجاری ٹھگ زرتاش کو اچھی طرح جانتا تھا زرتاش پجاری کے ساتھ مندر کے اندر اس کے کمرے میں آ گیا یہاں اس نے اسے بتایا کہ عنبر اور ناگ نام کے دونو جوان ناگ دیوتا پر قربان ہونے والے بچے کو یہاں سے اغوا کر کے لے گئے تھے اور اس وقت وہ دونوں راجہ سنگرام کے قلعے میں ہیں پجاری کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہو گئے۔

میں ان دونوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا اس دفعہ وہ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتے میرے ساتھ آؤ ابھی راجہ کے پاس چل کر ساری بات کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔

پجاری زرتاش کو ساتھ لے کر سیدھا راجہ کے محل میں آ گیا راجہ پجاری کی بڑی عزت کرتا تھا اس نے اسی وقت اسے اپنے خاص کمرے میں بلا لیا پجاری اور زرتاش نے جھک کر سلام کیا اور راجہ کو الف سے لے کر یے تک ساری کہانی سنا ڈالی راجہ کا چہرہ غصے میں لال ہو گیا اس کی ساری زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ کسی نے ناگ دیوتا کی مقدس قربانی کو اغوا کر کے ایک گھناؤنا جرم کیا تھا راجہ کو وہم ہو گیا تھا کہ اگر اس نے مجرم کو پکڑ کر سزا نہ دی تو ناگ دیوتا اس کی سلطنت کو تباہ وہ برباد کر دے گا اور جب پجاری نے اسے بتلایا کہ اس کے مجرم راجہ سنگرام کے قلعے میں پہنچ گئے ہیں تو اس نے حکم دے دیا کہ فوراً ایک

دستہ سپاہیوں کا راجہ سنگرام کے قلعے میں جائے اور اسے جا کر ہمارا پیغام دے کر اس کے پاس جو دو اجنبی نوجوان باہر سے آئے ہیں وہ ہمارے مجرم ہیں اور انہیں ہمارے حوالے کر دیا جائے۔

سپاہیوں کا ایک دستہ اسی وقت راجہ سنگرام کے قلعے کی طرف روانہ ہو گیا۔

زرتاش اور پجاری خوشی خوشی واپس مندر میں آ گئے زرتاش اس لئے خوش تھا کہ وہ عنبر اور ناگ سے اپنے قیمتی ساتھیوں کی موت کا بدلہ لینے والا تھا پجاری اس لئے خوش تھا کہ اس نے راجہ کو مجرموں کا سراغ بتا کر پھر سے اپنی ساکھ بنالی تھی۔

ادھر عنبر اور ناگ راجہ سنگرام کے قلعے کے باہر پہنچے تو دربان نے انہیں روک کر پوچھا کہ وہ کون ہیں اور قلعے میں کس لئے آئے ہیں عنبر نے دربان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

دوست ہم کیمیا گر ہیں ہم تانبے کو سونا بنا دیتے ہیں۔؟

دربان نے کہا۔

تم جھوٹ بولتے ہو بھلا ایسا کون ہو سکتا ہے جو تانبے کو سونا بنا دے میں تمہیں تانبے کا ایک برتن دیتا ہوں اگر تم نے اسے سونے کا بنا دیا تو تمہیں قلعے کے اندر جانے کی اجازت دے دی جائے گی۔

عنبر نے کہا۔

لاؤ برتن۔ ابھی اسے سونے کا بنا دیتا ہوں۔

دربان دونوں کو اپنی کوٹھڑی میں لے گیا اس نے ایک تانبے کی صراحی ان کے آگے رکھ کر کہا اس صراحی کو سونے میں تبدیل کر کے دکھائیں۔

عنبر نے صراحی اپنے سامنے رکھی اور آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھنا شروع کر دیا اسے تانبے کو سونا بنانے کا عمل بالکل نہیں آتا تھا۔

پھر بھی اس نے کنیز کی روح سے امداد طلب کی اور کہا کہ اگر وہ اس صراحی کو سونے کی صراحی میں تبدیل کر دے تو اس کا بہت شکر گزار ہوگا کیونکہ وہ دونوں ایک نیک مقصد کے لئے اس قلعے میں آئے ہیں عنبر نے آنکھیں کھول کر صراحی پر پھونک ماری تو وہ سونے کی طرح چمکنے لگی اصل میں وہ سونے کی نہیں ہوئی تھی بلکہ سونے کی طرح چمک رہی تھی دربان یہی سمجھا کہ صراحی سونے کی بن گئی ہے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

اس نے کہا۔

تم واقعی سچے ہو تمہیں اجازت ہے کہ قلعے کے اندر چلے جاؤ۔

عنبر نے دیکھا کہ دربان دوست بن گیا ہے تو اس سے پوچھا۔

بھائی یہ بتاؤ کیا تم نے یہاں کوئی نیلی آنکھوں والی لڑکی دیکھی ہے؟

دربان نے سوچ کر بتایا۔

نیلی آنکھوں والی ایک لڑکی راجہ جی کے محل میں ضرور رہتی ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ اس کا نام کیا ہے۔

ناگ نے پوچھا۔

کیا تم نے کبھی اسے دیکھا ہے۔

دربان بولا۔

راجہ جی کے محل کی کنیزوں کو سوائے غلاموں کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا کیوں کہ انہیں محل سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

عنبر اور ناگ کے لئے اتنی اطلاع ہی کافی تھی کہ راجہ کے محل میں ایک نیلی آنکھوں والی کنیز موجود ہے وہ سمجھ گئے کہ گووند نے راجہ سنگرام کے محل میں ماریا کو داخل کرا دیا ہوگا دونوں دوست دربان کی ڈیوڑھی سے نکل کر قلعے کے اندر آ گئے قلعے کی چار دیواری میں ایک چھوٹا سا خوبصورت شہر آباد تھا گلیاں بازار پختہ تھے اور چاروں طرف ایک

شہر کے بیچ میں راجہ کا دومنزلہ محل سب سے الگ کھڑا تھا جس کے اوپر سونے کا چھتر سایہ کیے ہوئے تھا عنبر نے کہا۔

ہمیں اب کسی طرح راجہ کے محل میں داخل ہونا ہے تاکہ ماریا تک پہنچ کر اسے یہاں سے نکالنے کی کوشش کریں۔

ناگ نے کہا۔

مگر راجہ کے محل کے اندر کیسے پہنچیں گے یہی تو سب سے مشکل کام ہے۔

فکر نہ کرو، یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے میرے ساتھ آؤ۔ عنبر ناگ کو لے کر راجہ کے محل کی طرف روانہ ہو گیا محل کے دروازے پر سپاہیوں نے انہیں گھیرے میں لے کر روک لیا اور پوچھا۔

کون ہو تم لوگ اور کہاں جا رہے ہو۔؟

عنبر نے آگے بڑھ کر کہا۔

ہم اجین سے آئے ہیں ہم اجین کے راج دربار کے شاہی حکیم ہیں اور راجہ کی خدمت کرنے آئے ہیں ہمیں راجہ سنگرام کے دربار میں پہنچا دیا جائے۔

سپاہی نے پوچھا۔

کیا راجہ صاحب نے تمہیں خود بلایا ہے۔؟

عنبر نے کہا۔

یہی سمجھ لو کہ راجہ صاحب نے ہمیں خود بلایا ہے۔

سپاہیوں نے اسی وقت عنبر اور ناگ کو شاہی مہمان خانے میں پہنچا دیا راجہ کو خبر کر دی گئی کہ اجین شہر کے مشہور حکیم ملنے کے لئے حاضر ہونا چاہتے ہیں اس وقت راجہ سنگرام کچھ کچھ بیمار سا تھا اس لئے کہ ماریا گم ہو چکی تھی اور اسے یہی بتایا گیا تھا کہ غلام ماریا کو لے کر محل سے فرار ہو

گیا ہے راجہ ماریا کے لئے اداس تھا اور اسے دو روز سے بخار چڑھا ہوا تھا اس نے جب سنا کہ شہر اجین سے دو حکیم آئے ہیں تو اس سے ملنا چاہتے ہیں تو اس نے انہیں فوراً بلا لیا۔

عنبر اور ناگ نے راجہ سنگرام کے سامنے پیش ہو کر ادب سے سلام کیا اور کھڑے ہو گئے۔

راجہ نے پوچھا۔

تم اجین سے آئے ہو؟

عنبر نے کہا۔

جی ہاں راجہ صاحب۔ ہم اجین سے آئے ہیں اور وہاں کے مشہور حکیم ہیں۔

راجہ نے کہا۔

مجھے بخار ہے میں بیمار ہوں، اگر تم میرا علاج کر کے مجھے تندرست کر

دو تو میں تمہیں انعام بھی دوں گا اور اپنے دربار میں نوکر رکھ لوں گا۔

عنبر نے کہا۔

ابھی آپ کو تندرست کر دوں گا۔

یہ کہہ کر عنبر نے اپنے تھیلے میں سے ایک عرق نکال کر چاندی کے پیالے میں ڈالا اس میں گلاب کا عرق شامل کیا اور راجہ کو پلا دیا یہ دوائی اس قدر تیز اثر کرنے والی تھی کہ راجہ کی بجھی بجھی طبیعت بھی درست ہو گئی اور بخار بھی اتر گیا اس کرامت سے راجہ بے حد خوش ہوا اور اس نے عنبر اور ناگ کو اپنے دربار میں شامل کرنے کا اعلان کر دیا۔

عنبر نے پوچھا۔

مہاراج۔ ایسے لگتا ہے کہ آپ کی کوئی عزیز ترین شے گم ہو گئی ہے کیونکہ یہ بخار اسی کے صدمے کی وجہ سے ہوا ہے۔

راجہ عنبر کی دانشمندی پر بہت خوش ہوا اس نے اسے صاف صاف بتا دیا

کہ اس کی چہیتی نیلی آنکھوں والی کنیز کو ایک نمک حرام حبشی غلام اغوا کر کے فرار ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ علیل تھا نیلی آنکھوں والی کنیز کا سن کر عنبر اور ناگ چونک پڑے عنبر نے کہا۔

کیا اس کنیز کا نام ماریا تھا۔؟

راجہ نے کہا۔

تمہیں اس کا نام کیسے معلوم ہوا۔؟

عنبر جھٹ بولا۔

مہاراج۔ ہم نے اس کنیز کی تعریف اجین میں سنی تھی کہ راجہ سنگرام کے محل میں ایک نیلی آنکھوں والی کنیز ہے۔

راجہ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

کاش۔ مجھے پتہ چل جائے کہ وہ کہاں ہے میں غلام کی کھال کھنچواوں

ناگ نے پوچھا۔

مہاراج کیا آپ نے ان کی تلاش نہیں کرائی ؟

راجہ کہنے لگا۔

میں نے آس پاس کا سارا جنگل چھان مارا ہے میرے سپاہی سارے پہاڑوں کو کھنگھال چکے ہیں مگر ان دونوں کا کہیں سراغ نہیں مل رہا۔

عنبر اور ناگ راجہ سے اجازت لے کر شاہی مہمان خانے میں آ گئے انہیں وہاں آ کر خوشی بھی ہوئی تھی اور صدمہ بھی ہوا تھا خوشی اس لئے ہوئی تھی کہ انہیں اپنی بہن کا سراغ مل گیا تھا اور صدمہ اس لئے ہوا تھا کہ ماریا وہاں سے بھی گم ہو چکی تھی ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ اب ہمارا اس محل میں ٹھہرنا بے مقصد ہے ہمیں یہاں سے نکل کر ماریا اور حبشی غلام کو جنگلوں میں تلاش کرنا چاہیے کیونکہ جب ماریا اس محل میں موجود ہی نہیں ہے تو پھر یہاں ٹھہرنے کا کیا فائدہ ہے۔؟

عنبر نے سوچ کر کہا۔

کہنے تو تم ٹھیک ہو مگر ہمیں دو ایک دن یہاں قیام کرنا چاہیے ہو سکتا ہے ہمیں یہیں سے ماریا اور غلام کا کوئی اتا پتہ مل جائے۔

جیسے تمہاری مرضی۔

عنبر اور ناگ کے شاہی مہمان خانے میں اترتے ہی دربار میں سب کو معلوم ہو گیا کہ دو نئے حکیم شہر اجین سے آئے ہیں رات کو عنبر اور ناگ سے کئی درباری ملنے آئے ان میں سے بعض بیمار تھے۔

اور اپنا علاج کروانا چاہتے تھے عنبر نے ان سب کو تسلی دے کر واپس بھیج دیا دوسرے روز راجہ اجین کا بھیجا ہوا سپاہیوں کا دستہ راجہ سنگرام کے قلعے میں پہنچ گیا دستے کے سیناپتی نے اسی وقت راجہ سنگرام سے ملاقات کی اور اسے اجین کا خفیہ پیغام پہنچا دیا کہ اجین سے جو دو اجنبی نوجوان اس کے ہاں آئے ہیں وہ ان کے مجرم ہیں اور انہیں فوراً

گرفتار کر کے واپس اجین روانہ کر دیا جائے۔

راجہ سنگرام حیران رہ گیا کہ اس کے راجہ اجین کے ساتھ بھائیوں ایسے تعلقات تھے اور جب اس نے یہ سنا کہ دونوں نوجوان مذہبی مجرم ہیں اور انہوں نے ناگ دیوتا کی مقدس قربانی کو چرالیا تھا تو اس نے اسی وقت حکم دے دیا تھا کہ دونوں حکیموں کو فوراً گرفتار کر کے سپاہیوں کے ہمراہ اجین روانہ کر دیا جائے۔

سیناپتی نے کہا۔

مہاراج ہمیں آج کی رات آرام کر لینے دیں کل صبح انہیں گرفتار کر لیا جائے تا کہ ہم اس وقت مجرموں کو لے کر واپس اجین روانہ ہو جائیں۔

ٹھیک ہے۔ آپ لوگ آج کی رات آرام کریں۔

وہ رات سپاہیوں نے آرام کیا عنبر اور ناگ بھی شاہی مہمان خانے

میں آرام کر رہے تھے مگر وہ سوئے نہیں تھے بلکہ جاگ رہے تھے آدھی
رات کے وقت شاہی قلعے کا وہی دربان جس کی تانبے کی صراحی کو
انہوں نے سونے کی صراحی میں تبدیل کر دیا تھا کسی نہ کسی طرح ان
کے پاس آ گیا عنبر اور ناگ دربان کو دیکھ کر حیران ہوئے
..............عنبر نے پوچھا۔
کیوں میاں دربان تم یہاں آدھی رات کو کیا کرنے آئے ہو؟ خیریت
تو ہے۔؟
دربان کا سانس پھولا ہوا تھا اس نے جلدی جلدی بتایا۔
آپ لوگوں نے مجھ پر احسان کیا تھا اس احسان کا بدلہ چکانے
آیا ہوں راجہ اجین کے سپاہی آپ کو گرفتار کرنے آئے ہیں جس طرح
ہو سکے یہاں سے بھاگ جاؤ بس میں جا رہا ہوں۔
یہ کہہ کر دربان چھلاوے کی طرح وہاں سے غائب ہو گیا عنبر اور ناگ

اسے دیکھتے ہی رہ گئے مگر اس کی اطلاع پر کہ انہیں گرفتار کیا جا رہا ہے
وہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے انہیں یقین تھا کہ دربان جھوٹ نہیں
بول رہا پہلے تو انہوں نے سوچا کہ وہیں رہ کر سپاہیوں کا مقابلہ کیا
جائے پھر انہیں خیال آیا کہ مقابلہ کس لیے کریں؟ مار یا تو وہاں موجود
نہیں جانا تو انہیں ضرور ہے تو پھر کیوں نہ ابھی فرار ہو جائے۔
عنبر اور ناگ اسی وقت اٹھے اور محل میں سے نکل کر قلعے کے صدر
دروازے کی طرف آ گئے دربان نے انہیں آتا دیکھ کر دروازہ کھول دیا
عنبر اور ناگ گھوڑے پر سوار تھے انہوں نے دربان سے ہاتھ ملایا اور
چپکے سے قلعے میں سے باہر نکل گئے ان کے باہر نکلتے ہی خدا جانے
کیسے محل میں شور مچ گیا کہ دونوں اجنبی بھاگ گئے ہیں اجین کے
سپاہیوں کا دستہ فوراً ان کی تلاش میں قلعے سے باہر نکل آیا جنگل رات
کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ لیکن سپاہی جنگل میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

جنگل میں کیا گزری؟

شیر نے غلام کو ہڑپ کیا تو ماریا وہاں سے فرار ہو گئی تھی۔
پہلے تو وہ اس خیال سے جنگل میں بھاگتی رہی کہ کہیں شیر اسے بھی آ کر
ہڑپ کرنا نہ شروع کر دے پھر اس نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا
کیونکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ غلام کو کھانے کے بعد شیر کا پیٹ بھر گیا
ہے اور اب وہ ماریا کا پیچھا نہیں کرے گا وہ جنگل میں چلتی چلی گئی اسے
کوئی خبر نہ تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہے اگر اسے کچھ احساس تھا تو صرف
اتنا تھا کہ وہ راجہ سنگرام کی عمر قید سے نجات حاصل کر چکی ہے اور بوڑھی
کنیز نے اسے قتل کرنے کی جو سازش کی تھی اس سے بھی بچ گئی ہے

وہ دل ہی دل میں کئی بار خدائے واحد کا شکر ادا کر چکی تھی کہ عین وقت پر شیر آ گیا اگر شیر آ کر غلام کو ہلاک نہ کرتا تو ماریا کی موت یقینی تھی۔ دن اب کافی چڑھ آیا تھا اور جنگل میں روشنی پھیلی ہوئی تھی ماریا چلتے چلتے تھک گئی وہ سوچنے لگی کہ کون سی جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کرے اسے اب بھی خطرہ تھا کہ کہیں راجہ کے آدمی اس کی تلاش میں وہاں نہ پہنچ جائیں اس نے دو ٹیلوں کے درمیان ایک چھوٹا سا راستہ دیکھا جو دائیں طرف کو گھوم گیا تھا ماریا نے سوچا کہ وہ اس تنگ درے میں چھپ کر گھڑی بھر آرام کر لیتی ہے کیونکہ اس جگہ اسے کسی کے آنے کا خطرہ نہیں تھا ماریا تنگ راستے میں داخل ہو گئی یہ پہاڑی راستہ آگے جا کر دائیں جانب گھوم گیا اب وہاں ایک جگہ سے پہلو کی جانب پہاڑ کی دیوار ٹوٹی ہوئی تھی اور زمین پر گھاس کا بستر سا بچھا ہوا تھا ماریا بڑی حیران ہوئی کہ یہ بستر کس نے بچھا رکھا ہے۔

اس نے زیادہ سوچنے میں وقت ضائع نہ کیا وہ بے حد تھکی ہوئی تھی

گھاس پر لیٹتے ہی اسے نیند آگئی اور وہ سوگئی ماریا کو معلوم ہی نہیں تھا

کہ یہ جگہ ایک ایسی جادوگرنی کی تھی جو اس پہاڑی غار میں شاہ

افراسیاب کے کالے علم کا چلہ کاٹ رہی تھی وہ ہر روز جنگل میں جا کر

کسی بھولے بھٹکے مسافر کو ورغلا کر بے ہوش کر دیتی اور پھر اس کا گلا

کاٹ کر اسکا خون کٹورے میں ڈال کر لاتی وہاں بیٹھ کر خون پیتی اور

چلہ کاٹنا شروع کر دیتی۔

اس وقت بھی جادوگرنی جنگل میں کسی مسافر کی تلاش میں نکلی ہوئی تھی

خوش قسمتی سے ماریا کسی دوسرے راستے سے وہاں آئی تھی ویسے بھی

جادوگرنی کو حکم تھا کہ چلہ جب ہی کامیاب ہوگا جب خون صرف

آدمیوں کا پیا جائے اور چالیس روز کے بعد کسی ایسی لڑکی کا کلیجہ نکال

کر بھون کر کھایا جائے جس کی ابھی شادی نہ ہوئی ہو اور جس کی

آنکھیں نیلی ہوں ماریا سو رہی تھی کہ جادوگرنی ہاتھوں میں مسافر کے
خون کا کٹورہ پکڑے غار میں داخل ہوئی اس نے جو ایک نیلی آنکھوں
والی لڑکی کو اپنے بستر پر سوئے دیکھا تو خوشی سے وہ باغ باغ ہو گئی۔
شاہ افراسیاب کے حکم سے گویا نیلی آنکھوں والی لڑکی خود اس کے پاس
چل کر آ گئی تھی ورنہ اسے بڑی پریشانی تھی کہ وہ اس علاقے میں
آخری چلے کے لئے نیلی آنکھوں والی لڑکی کہاں سے حاصل کرے گی
اب جو اس نے اپنے سامنے گھاس کے بستر پر نیلی آنکھوں والی ماریا کو
سوئے ہوئے دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور اپنے لمبے لمبے زرد خون آلود
دانت نکال کر ہنسنے لگی جادوگرنی ایک برس سے وہاں چلہ کاٹ رہی تھی
اس کے اندر اتنی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ جسے چاہے بکری، یا کوئی جانور
بنا دے لیکن ابھی اسے وہ طاقت نہیں ملی تھی کہ اپنا آپ بوڑھی عورت
سے جوان عورت میں تبدیل کر سکے وہ یہی جادوئی طاقت حاصل

کرنے کے لئے چلہ کاٹ رہی تھی اور ابھی چالیس روز کا چلہ اور نیلی آنکھوں والی لڑکی کا کلیجہ بھون کر کھانا باقی تھا۔

ماریا گہری نیند سو رہی تھی جادوگرنی نے جلدی جلدی انسانی خون کو پیا اور پھر چہرے کو ٹھیک ٹھاک کر کے بڑی شریف بوڑھی عورت بن کر سر کے بالوں کو دوپٹے میں ڈھانپ کر ماریا کے پاس بیٹھ گئی اور اسے آہستہ سے جگانے لگی۔

بیٹی، اٹھو بیٹی۔

ماریا نے چونک کر آنکھیں کھول دیں اس نے اپنے سامنے ایک عجیب وغریب چہرے والی بوڑھی کھوسٹ عورت کو دیکھا پہلے تو وہ ڈر گئی مگر جب جادوگرنی نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ کچھ سنبھل کر بیٹھ گئی۔

بیٹی اس جنگل میں میں اپنے بیٹے کے ساتھ رہتی تھی وہ جنگل سے

لکڑیاں کاٹ کر روکھی سوکھی کما لیتا تھا اور میری خدمت کرتا تھا لیکن وہ دریا میں ڈوب کر مر گیا اب میں اکیلی یہاں رہتی ہوں خود ہی جنگل میں جا کر پھل وغیرہ توڑ کر لے آتی ہوں اور زندگی کے دن پورے کر رہی ہوں............لو تم بھی کچھ کھا پی لو۔

جادو گرنی کی چکنی چپڑی باتوں پر ماریا نے اعتبار کر لیا............جادو گرنی نے جنگلی پھل کھانے کو دیے ماریا کو بھوک لگی تھی وہ پھل کھانے لگی جادو گرنی نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آ رہی ہے؟ ماریا نے اسے بتایا کہ وہ ایک قسمت کی ماری دکھیاری لڑکی ہے جس کے بھائی اس سے بچھڑ گئے ہیں اور وہ ان کو ہی تلاش کرتی پھر رہی ہے جادو گرنی نے جھوٹ موٹ افسوس کرتے ہوئے کہا۔

بیٹی گھبراؤ نہیں دیوتاؤں کی مدد سے تمہیں تمہارے بھائی ضرور مل

جائیں گے ویسے اس کٹیا کو بھی اپنا گھر ہی سمجھو تم جب تک چاہو یہاں رہ سکتی ہو۔ تمہارے بھائیوں کو تلاش کرنے میں تمہاری ہر ممکن مدد کروں گی۔

ماریا نے جادوگرنی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

اماں آپ کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں مگر بات یہ ہے کہ اس جنگل میں مجھے شاید ہی اپنے بھائی مل سکیں کیوں کہ ادھر تو کوئی بھی مسافر نہیں آتا اس لئے میرا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہوگا ہوسکتا ہے یہاں کسی قریبی بستی میں مجھے میرے بھائیوں کا سراغ مل جائے۔

جادوگرنی ماریا سے یہ معلوم کر چکی تھی کہ اس کی شادی نہیں ہوئی اب جو ماریا نے وہاں سے چلے جانے کے بارے میں کہا تو جادوگرنی کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی وہ بھلا کیسے گوارا کرسکتی تھی کہ اس کا شکار اسکے اتنے قریب آ کر ہاتھ سے نکل جائے اس نے کہا۔

نہیں بیٹی۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارے بھائی ایک دن یہاں ضرور آئیں گے اس لیے تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم یہاں رہ کر ان کا انتظار کرو۔

ماریا نے کہا۔

مگر اماں میرے بھائی یہاں کیوں آنے لگے یہ کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں وہ میری تلاش میں آئیں یہ کوئی بستی نہیں کوئی سرائے نہیں پھر وہ یہاں کیوں آئیں گے اور پھر میں تو انہیں شہر اجین میں چھوڑ کر آئی تھی بس میں صبح یہاں سے چلی جاؤں گی۔

جادوگرنی نے مکاری سے کہا۔

اچھا بیٹی جیسے تمہاری مرضی میں بھلا تمہیں روکنے والی کون ہوتی ہو تم بے شک کل یہاں سے چلی جانا لیکن رات تو یہاں آرام سے گزارو۔

ماریا نے رات کو تھوڑے بہت پھل کھائے اور سو گئی جادوگرنی کسی بھی

صورت میں یہ گوارا نہیں کرسکتی تھی کہ اس کا شکار اس کے ہاتھ سے نکل
جائے اس نے فیصلہ کرلیا کہ وہ ماریا کو بکری بنا کر وہاں قید کرے گی
کیونکہ اس کے علاوہ ماریا کو روکنے کا اور کوئی طریقہ نہ تھا چنانچہ جادو
گرنی آدھی رات کو چپکے سے اٹھ کر ماریا کے قریب آ گئی ماریا گھاس
کے بستر پر بے سدھ ہو کر سو رہی تھی۔
جادوگرنی نے ماریا کے گرد سات پھیرے لگائے ساتویں پھیرے پر
اس نے پھورا اٹھا لے کر ماریا کے سر کی طرف ڈال دی اور پھر قریب
بیٹھ کر آنکھیں بند کرلیں اور منتر پڑھنا شروع کردیا منتر پڑھتے پڑھتے
وہ مسکرائی اس نے دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کیے اور ایک قہقہہ لگایا ماریا
ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔
کیا ہے اماں۔؟
ماریا نے حیرت کے ساتھ جادوگرنی کی طرف دیکھا کیوں کہ اس کا

چہرہ بے حد ڈراؤنا ہو گیا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی چڑیل کا چہرہ ہے
ابھی ماریا آنکھیں مل کر حیران ہی ہو رہی تھی کہ جادوگرنی نے اس کی
طرف ہاتھ بڑھا کر زور سے پھونک ماری پھونک ماریا کے چہرے پر
پڑتے ہی وہ بکری بن گئی۔ ایک لمحے پہلے ماریا گھاس پر لیٹی تھی اور
دوسرے لمحے اب ایک سیاہ رنگ کی نیلی آنکھوں والی بکری وہاں لیٹی
تھی۔

ماریا کا دماغ اسی طرح کام کر رہا تھا وہ سمجھ گئی کہ جادوگرنی نے اسے
بکری بنا دیا ہے مگر وہ زبان سے بول نہ سکتی تھی وہ یہ بھی سمجھ گئی تھی کہ
جس عورت کو وہ ایک ہمدرد دل ماں سمجھتی رہی تھی وہ عورت دراصل
ایک مکار جادوگرنی تھی اور خدا جانے اب وہ اسے بکری بنا کر اس سے
کیا کام لینا چاہتی تھی۔

ماریا بکری بن کر پریشان ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور جادوگرنی کی طرف

دیکھ کر زور زور سے ممیانے لگی وہ اصل میں جادوگرنی کو برا بھلا کہہ رہی تھی کہ اس نے اسے انسان سے ایک جانور کیوں بنا دیا ہے

..............مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا ماریا کو جادوگرنی نے بکری بنا کر رکھ دیا تھا جادوگرنی نے ایک موٹی رسی ماریا بکری کے گلے میں ڈال دی اور اسے غار کی دیوار کے ساتھ ایک پتھر سے باندھ دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر جادوگرنی جنگل میں اپنے شکار کی تلاش میں نکل گئی وہ جنگل میں ایک ایسی جگہ پر چھپ کر بیٹھ گئی جہاں سے ایک کچی پگ ڈنڈی گزرتی تھی، جادوگرنی صبح سے دوپہر تک بیٹھی رہی مگر ادھر سے کسی مسافر کا گزر نہ ہوا اسے بڑا فکر ہوا کیونکہ اگر ایک روز انسان کا خون پینے میں ناغہ ہو گیا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے سارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا جادوگرنی نے آنکھیں پھاڑ

پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا جادوگرنی کی خوش قسمتی اور لکڑ ہارے کی بد قسمتی کہ ادھر سے ایک لکڑ ہارے کا گزر ہوا۔

بے چارہ دن بھر کی محنت کے بعد لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے واپس بستی کی طرف جا رہا تھا کہ جادوگرنی کی اس پر نظر پڑ گئی آنکھوں میں چمک آ گئی فوراً ایک جھکی ہوئی کمر والی بوڑھی عورت کے روپ میں اس کے سامنے آ کر روتے ہوئے بولی۔

بیٹا۔میری بچی بیمار ہے دیوتاؤں کے لئے میرے ساتھ چل کر اسے اٹھاؤ اور لے کر بستی میں کسی حکیم کو دکھا لو۔اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں مر جاؤں گی۔

نرم دل لکڑ ہارے نے کہا۔

اماں کہاں ہے تمہاری بیمار بیٹی؟ مجھے بتاؤ میں اسے لے کر ابھی بستی میں حکیم صاحب کو دکھاتا ہوں۔

بڑھیا بولی۔

بیٹا میرے ساتھ آؤ۔

جادوگرنی لکڑہارے کو لے کر ایک جگہ درختوں میں آ گئی یہاں جادو گرنی نے کہا۔

بیٹا تم یہاں بیٹھو، میں اپنی بیمار بچی کو لے کر آتی ہوں۔

لکڑہارا لکڑیوں کا گٹھا ایک طرف رکھ کر درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا جادوگرنی وہاں سے چلی گئی ذرا دور جا کر وہ واپس ہوئی اور لکڑ ہارے کے عقب میں آ گئی اب اس نے اپنے ہاتھ میں ایک خنجر تھام رکھا تھا اور وہ ایک ڈائن لگ رہی تھی لکڑہارا بے چارا اپنے خوف ناک انجام سے بے خبر بیٹھا بوڑھی عورت کی بیمار بیٹی کا انتظار کر رہا تھا کہ جادوگرنی نے ایک خوف ناک چیخ ماری لکڑہارا ڈر کر پیچھے دیکھنے ہی والا تھا کہ جادوگرنی نے پوری قوت سے تیز دھار والا خنجر لکڑہارے کی

گردن میں گھونپ دیا خون کا فوارا پھوٹ گیا لکڑہارا گر پڑا۔

جادوگرنی نے کٹورے کو خون سے بھرا اور جلدی جلدی دو پہاڑیوں کے درمیان والے ڈرے سے ہو کر واپس اپنی کٹیا میں آ گئی بکری ماریا نے جادوگرنی کو اپنی نیلی نیلی آنکھوں سے سہم کر دیکھا جادوگرنی نے خون سے بھرا ہوا کٹورا زمین پر رکھا آلتی پالتی مار کر پتھروں پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے کچھ منتر پڑھے اور پھر خون کا کٹورا منہ سے لگا لیا خون پی کر اس کی آنکھوں میں ایک شیطانی چمک آ گئی ماریا اگرچہ بکری بن چکی تھی مگر اس کا دماغ پوری طرح کام کر رہا تھا وہ سمجھ گئی کہ جادوگرنی چلہ کر رہی ہے اور اس کے لئے کسی انسان کو ہلاک کر کے اس کا خون پیتی ہے وہ ڈر گئی اور دیوار کے ساتھ سمٹ سی گئی۔

جادوگرنی اپنی جگہ سے اٹھ کر بکری کے پاس آئی اور اس کی گردن پر ہاتھ پھیرنے لگی ماریا کے سارے بدن میں خوف اور دہشت کی ایک

لہر دوڑ گئی وہ سمجھ گئی کہ اس کا آخری وقت آ گیا ہے اور جادوگرنی اسے

بھی حلال کر کے اس کا خون پی جائے گی مگر جادوگرنی نے ابھی ماریا

کو حلال نہیں کرنا تھا ابھی پورے چالیس دن باقی تھے چالیسویں دن

اس نے ماریا کو مار کر اس کا کلیجہ بھون کر کھا جانا تھا اسے کھانے کے

بعد بوڑھی جادوگرنی جوان ہو سکتی تھی اور اسے کبھی بڑھاپا نہیں آ سکتا

تھا۔

جادوگرنی کچھ دیر ماریا کی نیلی آنکھوں کو غور سے دیکھتی رہی اسکے بعد

اس نے جنگل سے ہرے بھرے پتے لا کر بکری کے آگے ڈھیر کر

دیے ماریا اگر انسانی روپ میں ہوتی تو کبھی ان پتوں کو نہ کھاتی مگر وہ

بکری بن چکی تھی اب اسے وہ پتے ڈبل روٹی اور کیک کے ٹکڑے نظر

آئے اس نے ان پتوں کو بڑے شوق سے کھایا پانی پی کر ماریا بکری

چپکے سے دیوار کے ساتھ لگ کر جگالی کرنے لگی اور سوچنے لگی کہ اس کا

انجام کیا ہوگا بکری بن کر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی وہ اس قدر مجبور اور بے
بس ہوگئی تھی کہ اگر جادوگرنی اسے زمین کے ساتھ لٹا کر ذبح کر ڈالتی
تو وہ اسے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی یہی سوچتے سوچتے وہ اونگھنے لگی اور اسے
نیند آ گئی وہ جگالی بھی کرتی رہی اور سو بھی گئی خواب میں اس نے اپنے
دونوں بھائیوں عنبر اور ناگ کو دیکھا کہ اس کی تلاش میں جنگل میں
پریشان پریشان پھر رہے ہیں ماریا بکری کے روپ میں ان کے
سامنے آ کر ان کو بتانے کی کوشش کرتی ہے کہ وہ ماریا ہے مگر عنبر اور
ناگ اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے آخر ماریا بکری زور زور
سے ممیاتی ہے۔

پھر اس کی آنکھ کھل گئی وہ زور زور سے ممیا رہی تھی اس کی آواز سن کر
جادوگرنی ڈنڈا لے کر آ گئی اور اسے بے تحاشا مارنا شروع کر دیا ماریا
بکری کو بڑی تکلیف ہوئی اور وہ اور زور سے چیخنے لگی جادوگرنی اور

زور سے پیٹنے لگی آخر بکری نے چیخنا چلانا بند کر دیا جادوگرنی بھی

مارتے مارتے تھک گئی تھی۔

کم بخت ذرا کچھ روز اور ٹھہر جا پھر تیری آواز ہمیشہ کے لئے بند کر

دوں گی۔

بکری نے یہ سنا تو سمجھ گئی کہ کچھ روز کے بعد جادوگرنی اسے ذبح

کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اسے کم از کم یہ تسلی ضرور ہو گئی کہ جادوگرنی

ابھی اسے نہیں مارے گی ہو سکتا ہے اس عرصے میں کوئی کرامت ہو

جائے ایسا اتفاق ہو جائے کہ اس کے بھائی بہن کی تلاش میں وہاں

پہنچ جائیں اور اسے جادوگرنی کی قید سے نجات دلائیں مگر سوال یہ

ہے کہ اگر ماریا کے بھائی وہاں پہنچ بھی گئے تو انہیں کیسے معلوم ہوگا کہ

یہ جو بکری ان کے پاس کھڑی ہے یہ ان کی بہن ماریا ہے۔؟

ماریا بکری یہ سوچ کر پریشان ہو گئی پھر اس نے سوچا کہ وہ اپنے

بھائیوں کے سامنے زور زور سے چیخنا شروع کر دے گی لیکن اس سے
بھی سوائے اس کے اور کیا ہوگا کہ وہ وہاں سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر
بھاگ جائیں گے اس قسم کی سوچ بچار کرتے کرتے ساری رات گزر
گئی بکری ماریا نے ایک بات خاص طور پر دیکھی کہ جادوگرنی انسانی
خون پی کر ساری رات آگ جلا کر سامنے بیٹھی منتر پڑھتی رہتی تھی وہ
ضرور کوئی بھاری ریاضت اور چلہ کاٹ رہی تھی۔

کاش ماریا کو پہلے علم ہو جاتا کہ وہ ایک جادوگرنی ہے تو وہ کبھی اس کے
ساتھ اس کٹیا میں نہ آتی بلکہ وہاں سے اسی وقت بھاگ کھڑی ہوتی
مگر جو مقدر میں لکھا تھا وہ ہو کر رہا ماریا نے وہاں پہنچنا تھا اور جادوگرنی
نے اسے بکری بنا کر اپنے پاس رکھنا تھا اب سوائے اس کے اور کوئی
چارہ نہ تھا کہ ماریا چپ چاپ بیٹھ کر انتظار کرے کہ آگے کیا ہوتا
ہے۔؟

جادوگرنی کی موت

راجہ اجین کے سپاہیوں کو بھگا کر دونوں دوست جنگل میں آ گئے۔ اب ان کے سامنے بھی کوئی منزل نہیں تھی وہ اپنی بہن کی تلاش میں ضرور تھے مگر انہیں کچھ علم نہیں تھا کہ ماریا انہیں کہاں ملے گی اور کس طرح سے ملے گی وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے جنگل میں جا رہے تھے اتنا انہیں ضرور یقین تھا کہ راجہ کے سپاہی اب اس طرف آنے کی جرات نہ کریں گے اس لئے کہ جنگل میں جس مقام پر گھوڑا ایک بار شیر کو دیکھ لے وہ دوبارہ اس طرف کا کبھی رخ نہیں کرتا مگر سوال ایک ہی تھا جو انہیں پریشان کر رہا تھا کہ وہ ماریا کو کہاں تلاش کریں؟ اگر حبشی غلام سے اغوا کر کے لے گیا ہے تو وہ کہاں گیا ہو گا

ظاہر ہے وہ کسی دوسرے راجہ کی سلطنت میں نہیں جا سکتا تھا کیونکہ

وہاں اس کے پکڑے جانے کا ڈر ہوتا ہے۔.........اب ایک ہی

صورت باقی رہ جاتی تھی کہ شاید غلام نے ماریا کو کسی دوسرے شہر

فروخت کردیا ہو۔

ایسی صورت میں بھی اس کا جنگل میں سے ہو کر گزرنا بڑا ضروری تھا

یہی وجہ تھی کہ وہ جنگل کے جھاڑی دار راستوں میں سے ہو کر گزرتے

ہوئے ایک ایک شے کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے کہ کہیں ماریا

کی کوئی نشانی نہ گری ہوئی ہو مگر وہاں سوائے جنگلی جھاڑیوں اور

درختوں کے گرے پڑے پتوں کے اور کچھ نہیں تھا ماریا ادھر سے

گزری ضرور تھی لیکن اس کے پاس کوئی بھی ایسی چیز نہیں تھی جو بے

خیالی میں راستے پر گر سکتی اس کے علاوہ اگر ماریا کو یقین ہوتا کہ اس

کے بھائی ادھر سے گزریں گے تو وہ وہیں کسی جگہ رک کر ان کا انتظار

کرتی عنبر اس سلسلے میں نہ تو بہرام جن سے کوئی مدد لے سکتا تھا اور نہ کنیز کی روح سے امداد طلب کر سکتا تھا کیونکہ ان دونوں کو غیب کا علم نہیں تھا۔

بہرام جن اور کنیز کی روح عنبر کو مشکلات سے تو چھڑا سکتے تھے مگر اسے یہ نہیں بتا سکتے تھے کہ فلاں آدمی کہاں پر ہے اور کل کیا ہونے والا ہے؟ ہاں بلقیس کی روح نے ایک بار اسے ایک بزرگ کے تشریف لانے کی بشارت ضروری تھی مگر اس کے آگے وہ بھی کچھ بتا نہ سکتی تھی لہٰذا اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ جنگل جنگل بستی بستی پھر کر اپنی بہن کو تلاش کرتے رہیں۔

ناگ نے کہا۔

میرے دماغ میں ایک ترکیب آئی ہے۔

عنبر نے پوچھا۔

وہ کیا۔

وہ یہ کہ کیوں نہ میں ایک پرندہ بن کر آگے آگے اڑ کر ماریا کو تلاش کرنا شروع کر دوں پھر میں اگر اس کا کوئی سراغ پاؤں تو تمہیں آ کر بیان کر دوں۔

عنبر نے کہا خیال تو تمہارا ٹھیک ہے مگر کہیں اس جنگل میں نہ بھٹک جانا اگر تم تھوڑی دیر کے بعد واپس آسکتے ہو تو ضرور لے جاؤ۔

ناگ بولا۔

فکر نہ کر، میں بہت جلد واپس آ جاؤں گا۔

چنانچہ اسی وقت ناگ ایک سفید عقاب بن کر آسمان کی طرف اڑا اور جنگل کے اوپر نکل گیا۔

پہلے تو عنبر کا خیال تھا کہ وہ آگے چلتا رہے مگر پھر ناگ کی واپسی تک اس نے اسی جگہ رہ کر انتظار کرنے کا فیصلہ کر لیا وہ کچی پگ ڈنڈی پر

سے اتر کر بائیں طرف شاہ بلوط کے ایک درخت کی چھاؤں میں بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ وہ کہاں سے چلا اور کہاں آ گیا ہے اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ دو ہزار دو سو برس سے زندہ چلا آ رہا ہے اگر وہ کسی کو بتائے کہ اس کی عمر دو ہزار دو سو برس ہے تو کوئی بھی یقین نہیں کرے گا۔

لیکن یہ ایک حقیقت تھی............تلخ اور حسین حقیقت!

کتنی ہی دیر تک عنبر اسی جگہ شاہ بلوط کے درخت تلے بیٹھا ناگ کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا مگر معلوم ہوتا تھا کہ وہ جنگل سے بھی آگے نکل گیا ہے بہرحال اس کا انتظار بہت ضروری تھا ناگ کے بغیر وہ وہاں سے چل نہیں سکتا تھا۔

دوسری طرف جادوگرنی بھی روز کی طرح اپنے شکار کی تلاش میں نکل آئی تھی وہ پہاڑی کے درے میں سے نکل کر جنگل میں آ گئی اور کمر

جھکا کر قدم قدم چلتی ہوئی کسی ایسے مسافر کی تلاش میں ایک جگہ رک گئی جس کو مار کر وہ اس کا خون پی سکے کچھ دیر وہاں کھڑے رہنے کے بعد اسے کسی کی آہٹ سنائی دی اس نے چونکی ہو کر چاروں طرف دیکھا اچانک اسے ایک نوجوان دکھائی دیا جو شاہ بلوط کے درخت تلے ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا صاف پتہ چلتا تھا کہ وہ کسی کا وہاں پر انتظار کر رہا ہے۔

جادوگرنی خوشی سے نہال ہو گئی اسکا اس روز کا شکار سامنے ٹہل رہا تھا جادوگرنی عنبر کے ایک جگہ رکنے کا انتظار کرنے لگی کیونکہ وہ اسی حالت میں عنبر پر حملہ کر سکتی تھی جب کہ وہ ایک جگہ رکا ہوا ہو عنبر تھوڑی دیر تو ادھر اُدھر ٹہلتا رہا پھر وہ ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ آخر ناگ نے اتنی دیر کیوں لگا دی۔؟

وہ سفید عقاب کے روپ میں گیا تھا اسے اس وقت تک تو آ جانا

چاہیے تھا اچانک اسے خیال آیا کہ کسی شکاری نے اسے تیر مار کر زخمی نہ کر دیا ہو کیونکہ ان دنوں سفید عقاب کی راجاؤں کے دربار میں بڑی مانگ تھی پھر اسے خیال آیا کہ اگر ناگ زخمی بھی ہو گیا ہو گا تو ضرور سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا وہاں پہنچ جائے گا۔

میرا خیال ہے کہ مجھے خود آگے چل کر معلوم کرنا چاہیے۔

جس وقت عنبر یہ سوچ رہا تھا اس وقت جادوگرنی ٹھیک اس کے پیچھے پہنچ چکی تھی خنجر اس کے ہاتھ میں تھا عنبر اٹھنے ہی لگا تھا کہ جادوگرنی نے پوری قوت سے خنجر عنبر کی گردن پر مار دیا خنجر جتنے زور سے مارا گیا تھا اس کا تقاضا تھا کہ گردن پر سے خون کا فوارا ابل پڑتا مگر جادوگرنی بڑی حیران ہوئی کہ خنجر گردن پر یوں پڑا تھا جیسے کسی پتھر سے ٹکرا گیا ہو اور عنبر کی گردن پر خراش تک نہ آئی تھی۔

خنجر کے گردن پر لگتے ہی عنبر نے منہ پھیر کر جادوگرنی کو دیکھا جادو

گرنی نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور بولی۔

تم میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتے ہو۔

یہ کہہ کر جادوگرنی نے ایک اور بھرپور وار کیا۔ یہ ہاتھ بھی عنبر کی گردن پر پڑا اور اس کا کچھ نہ بگڑا معمولی سا زخم بھی نہ آیا اب عنبر نے جان بوجھ کر ایک کھیل کرنا چاہا وہ یوں زمین پر گر پڑا جیسے شدید زخمی ہو گیا ہو یا صدمے کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گیا ہو جادوگرنی کو اور کیا چاہیے تھا فوراً لپک کر سامنے آئی اور عنبر کی گردن پر زور زور سے خنجر چلانے لگی مگر اس کی عقل اور دماغ حیران ہو کر رہ گیا تھا کہ عنبر کی گردن کٹتی کیوں نہیں ہے۔؟ نہ خون نکلتا ہے نہ وہاں کوئی زخم ہی ہوتا ہے نا امید ہو کر جادوگرنی نے عنبر کے پیٹ میں دھڑا دھڑ خنجر مارنے شروع کر دیے وہاں بھی وہی کچھ ہوا جو گردن پر خنجر چلانے سے ہوا تھا۔

خنجر تھوڑا سا عنبر کے پیٹ میں جاتا اور جب باہر نکلتا تو پیٹ کی کھال

پھر ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتی نہ کوئی زخم ہوتا نہ خون نکلتا جادو گرنی گھبرا گئی کہ یا میرے شیطان یہ کیا ماجرا ہے یہ شخص کوئی جن ہے یا بھوت کہ اس پر کسی شے کا اثر ہی نہیں ہوتا عنبر نے بڑے سکون سے ایک آنکھ کھول کر جادوگرنی کو دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا جادوگرنی گھبرا گئی عنبر نے کہا۔

کون ہو تم؟

جادوگرنی نے عنبر پر جادو کرنا شروع کر دیا کبھی اس کے سر پر پھونک مارتی کبھی اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر لے جاتی کبھی چیخ مارتی اور کبھی زور زور سے ہنس پڑتی مگر عنبر پر اس کے جادو کا بھی کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا اب جادوگرنی سمجھ گئی کہ اس کا پالا کسی زبردست جادوگر سے پڑ گیا ہے اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

اے جادوگروں کے سردار مجھے معاف کر دو مجھے معلوم نہیں تھا کہ

تمہارے اندر اتنی طاقت ہے کہ تم پر میرا کوئی جادو نہیں چلے گا۔

عنبر نے کہا۔ سچ سچ بتا تو کون ہے اور یہاں مجھے ہلاک کرنے سے تیرا مطلب کیا تھا۔؟

جادوگرنی نے اصلی بات کو چھپاتے ہوئے کہا۔

اے سردار جادوگر میں تجھ سے کوئی شے نہیں چھپا سکتی اس لئے کہ تمہیں سب باتوں کا علم ہے میں کالے علم کا چلہ کاٹ رہی ہوں میں چالیس روز سے یہاں ایک پہاڑی کی غار میں چلہ کر رہی ہوں اب میرے چلے کا آخری دن تھا اور میرے لئے ضروری تھا کہ میں کسی راہ چلتے مسافر کے جسم سے چلو بھر خون لا کر اسے آگ پر پھینکوں میں اسی لئے تمہارے پاس حملہ کرنے آئی تھی کیونکہ تم مجھے کوئی مسافر دکھائی دیے تھے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم ایک بہت بڑے جادوگر ہو اور بڑی طاقتوں کے مالک ہو پھر میں کبھی تم پر حملہ نہ کرتی۔

عنبر نے اس کی بات کا اعتبار کر لیا اتنے میں ناگ بھی وہاں آ گیا وہ سفید عقاب کے روپ میں نہیں تھا بلکہ انسانی شکل میں تھا اس نے عنبر کو بتایا۔

میں نے قریب قریب سارا جنگل چھان مارا ہے مجھے ماریا کہیں نظر نہیں آئی۔

جادوگرنی نے پوچھا آپ کو کس کی تلاش ہے۔؟

عنبر نے کہا۔

ہماری ایک بڑی ہی پیاری بہن ماریا گم ہو گئی ہے ہم دونوں کئی روز سے جنگل جنگل اسے تلاش رہے ہیں۔

جادوگرنی نے پوچھا اس کی کوئی نشانی بتا سکتے ہو؟

ناگ بولا۔

اس سے بڑی ماریا کی اور کیا نشانی ہو سکتی ہے کہ اس کی آنکھیں نیلی

ہیں۔

جادوگرنی فوراً سمجھ گئی کہ اسی لڑکی کی تلاش میں ہے جسے اس نے بکری بنا کر گھر میں قید کر رکھا ہے مگر اس نے انہیں بالکل نہ بتایا کہ ماریا اس کی غار میں بکری بنی ہوئی ہے وہ ماریا سے محروم ہو کر دوبارہ کسی نیلی آنکھوں والی لڑکی کو حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے کہا۔

اس طرح کی تو کوئی لڑکی میں نے یہاں نہیں دیکھی، ادھر نیلی آنکھیں اور سنہری بال بہت کم لڑکیوں کے ہوتے ہیں۔

عنبر نے ناگ کو بتایا کہ یہ ایک جادوگرنی ہے اور اپنے پہاڑی غار میں کالے علم کا چلہ کاٹ رہی ہے ناگ نے کہا ہمیں چل کر ذرا اس کی کٹیا کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

جادوگرنی گھبرا گئی وہ نہیں چاہتی تھی کہ عنبر اور ناگ اس کی کٹیا میں جائیں سب سے زیادہ خطرہ اسے عنبر سے تھا جسے وہ بہت بڑی خفیہ

طاقتوں والا جادوگر سمجھتی تھی اسے یقین تھا کہ عنبر جوں ہی اس کی جھونپڑی میں داخل ہوا وہ ماریا کو بکری کے روپ میں ضرور پہچان جائے گا اس نے باتوں ہی باتوں میں اس کی کٹیا میں جانے کی بڑی مخالفت کی مگر عنبر نے کہا۔

ہم تمہاری کٹیا میں ضرور جائیں گے ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم کون سے کالے علم کا چلہ کاٹ رہی ہو۔

اب جادوگرنی سے کوئی جواب نہ بن پایا وہ مجبوراً عنبر اور ناگ کو لے کر غار میں آ گئی مگر اسے جس کا خطرہ تھا وہ نہ ہوئی عنبر اور ناگ نے ماریا کو بکری کی شکل میں بالکل نہ پہچانا وہ اسکے پاس ہی آ کر کھڑے ہو گئے مگر انہیں بالکل نہ معلوم ہو سکا کہ جس بکری کے پاس وہ کھڑے ہیں وہ ان کی بہن ماریا ہے۔

ناگ نے ایک بار بکری کی طرف پیار سے دیکھ کر کہا۔

کتنی پیاری نیلی آنکھیں ہیں اس بکری کی؟

عنبر نے بکری کو دیکھ کر کہا۔

ہاں بڑی پیاری بکری ہے۔

پھر اس نے جادوگرنی سے پوچھا۔

یہ بکری تم نے کس لئے پال رکھی ہے۔؟

جادوگرنی ہنس پڑی اور مکاری سے کہنے لگی۔

میں غریب جادوگرنی ہوں ابھی میرا جادو کا چلہ پورا نہیں ہوا مجھے طاقت کے لئے بکری کے دودھ پر ہی گزارہ کرنا پڑتا ہے بے چاری بکری دن میں دو بار مجھے اپنا تازہ دودھ پلاتی ہے۔

اس وقت ماریا بکری زور سے میمائی وہ میمائی نہیں تھی بلکہ اس نے عنبر اور ناگ سے چیخ کر کہا تھا۔

بھائی عنبر یہ جادوگرنی جھوٹ بولتی ہے.........یہ کچھ دنوں کے

بعد میرا کلیجہ بھون کر کھا جائے گی یہ قاتل ہے اس نے سینکڑوں
مسافروں کو ہلاک کر کے ان کا خون پیا ہے اسے فوراً قتل کر دو اور مجھے
پہچانو میں تمہاری بہن ماریا ہوں۔ میں بکری نہیں ہوں۔
مگر ماریا کی آواز کو عنبر اور ناگ نے صرف بکری کا میمانا ہی سمجھا انہیں
خواب میں بھی کبھی خیال نہیں آ سکتا تھا کہ یہ بکری جوان کے پاس
کھڑی میمارہی ہے وہ ماریا ہے جادوگرنی پھر بھی گھبرا رہی تھی اسے
وہم ہو گیا تھا کہ عنبر کو کسی نہ کسی وقت جادو کے زور سے ضرور خبر ہو
جائے گی کہ بکری اصل میں اس کی بہن ماریا ہے اور پھر ماریا جادوگرنی
کی ساری چالاکی بتا دے گی اور عنبر اسے زندہ نہیں چھوڑیگا۔
جادوگرنی نے فیصلہ کر لیا کہ خواہ کچھ بھی ہو عنبر کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے
مگر سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ اسے کس طرح مارے کیونکہ عنبر پر کوئی
بھی ہتھیار اثر نہیں کرتا تھا وہ اسی سوچ میں گم تھی کہ عنبر نے ناگ سے

کہا۔

ناگ، شام ہونے والی ہے اب ہمارا جنگل میں سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں کیوں نہ اسی جگہ رات بسر کی جائے کل صبح پھر سے ماریا کی تلاش میں نکل جائے گئے۔

ناگ نے کہا۔

میرا بھی یہی خیال ہے عنبر بھائی ہمیں رات اسی غار میں بسر کرنی چاہیے اس سے بہتر رات گزارنے کی جگہ تو ہمیں سارے جنگل میں کہیں نہیں مل سکتی۔

جادوگرنی تو یہی چاہتی تھی کہ وہ اس کے غار میں رات وہیں رہیں اور وہ سوتے میں ان دونوں کو ہلاک کر دے عنبر نے جادوگرنی سے پوچھا۔

کیوں بی بی جادوگرنی کیا تم ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہاری کٹیا

میں رات بسر کریں۔

جادوگرنی نے کہا۔

یہ میری خوش قسمتی ہوگی اگر آپ میری جھونپڑی میں رات بسر کرنا چاہے کیونکہ آپ جادوگروں کے سردار ہیں اور میں آپ کی باندی ہوں آپ جب تک چاہیں میرے ہاں ٹھہر سکتے ہیں اگرچہ میں آپ کی خدمت میں اعلیٰ اعلیٰ کھانے تو پیش نہیں کر سکتی مگر جو کچھ خدمت مجھ سے بن پڑے گی وہ خدمت میں ضرور کروں گی۔

تمہاری مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہیں بی جادوگرنی۔

اس وقت بکری پھر زور سے میمائی اس وقت مار یا کہہ رہی تھی اس کی باتوں پر بھروسہ نہ کرو عنبر یہ بڑی کمینی اور جھوٹی ہے یہ پوری شیطان کی خالہ ہے یہ تمہیں ضرور نقصان پہنچائے گی۔

مگر عنبر اور ناگ بکری کے میمانے کو بھلا کیا سمجھ سکتے تھے ناگ نے

جادوگرنی نے کہا۔

یہ بکری بہت شور مچا رہی ہے اگر یہ اسی طرح رات کو بھی شور مچاتی رہی تو

ہم ایک پل کے لئے بھی نہ سو سکیں گے۔

جادوگرنی نے کہا۔

میں ابھی اس کا بندوبست کیے دیتی ہوں۔

جادوگرنی تو بکری کو وہاں سے ہٹانے کا موقع ڈھونڈ رہی تھی اس نے

فوراً بکری کو کھولا اور اس کی رسی کو کھینچتی ہوئی غار سے باہر لے گئی باہر

لے جا کر اس نے بکری کو زور سے دو مکے مارے۔

کمینی، اتنا شور کیوں مچا رہی ہے کیا اس لئے کہ وہ تیرے بھائی ہیں

بھول جا اب ان کو، تم ان سے اب کبھی نہ مل سکو گی میں تمہیں ایک ایسی

جگہ باندھ کر آؤں گی جہاں سے وہ اگر چاہیں بھی تو تمہیں نہ لے جا

سکیں گے تم اس جگہ قید رہو گی اور تمہیں اس دن نکالوں گی جس روز

مجھے تمہارے کلیجے کو بھون کر کھانا ہو گا۔

ماریا ڈر گئی جادوگرنی اسے گھسیٹتی ہوئی غار سے دور پہاڑی کے پیچھے ایک ایسی جگہ لے آئی جہاں ایک گڑھا زمین کے اندر بنا ہوا تھا جادوگرنی نے اس گڑھے کے اندر بکری کو دھکیل دیا نیچے اتر کر بکری کے منہ کے گرد کپڑا باندھ دیا تا کہ وہ میمانہ سکے باہر نکل کر گڑھے کے اوپر جھاڑیاں کاٹ کر ڈال دیں اب کوئی نہیں دیکھ کر کہہ سکتا تھا کہ وہاں کوئی گڑھا بھی ہے جس کے اندر بکری قید کی ہوئی ہے جادوگرنی نے کہا۔

اب خاموشی سے اس گڑھے میں پڑی رہو۔ تم چاہو بھی تو آواز نہیں نکال سکتی ہو۔

یہ کہہ کر جادوگرنی واپس غار میں آ گئی اب رات ہو رہی تھی عنبر اور ناگ سونے کی تیاریاں کرنے لگے عنبر نے کہا۔

ہو سکتا ہے یہ جادو گرنی رات کو مجھے اور تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش

کرے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم الگ الگ سوتے ہیں میں تو مر نہ

سکوں گا لیکن اگر اس نے تم پر وار کر دیا تو تمہارے لئے زندہ رہنا بڑا!

مشکل ہو جائے گا۔

ناگ نے کہا۔

ٹھیک ہے میں باہر جا کر لیٹ جاتا ہوں۔

ناگ باہر جانے لگا تو جادوگرنی نے پوچھا۔

بیٹا تم کہاں چلے؟ کیا یہاں آرام نہیں کرو گے۔

ناگ نے کہا۔

بی جادوگرنی مجھے یہاں گرمی لگتی ہے میں تمہاری جھونپڑی سے باہر جا

کر سوؤں گا میرا بھائی عنبر اندر ہی سوئے گا۔

عنبر نے بھی کہا۔

ہاں جی جادوگرنی اسے گرمی بہت لگتی ہے۔

جادوگرنی بولی۔

جیسے تمہاری مرضی بچو، میں تو صرف تمہاری خدمت کرنا چاہتی ہوں صبح اٹھ کر ناشتہ کیا پسند کرو گے۔

عنبر نے کہا صرف مرغی کا شوربا۔

جادوگرنی بولی۔

میں صبح اٹھتے ہی جنگل سے مرغیاں پکڑ کر لے آؤں گی تم بے فکر رہو۔

عنبر اندر لیٹ کر اونگھنے لگا پھر اسے نیند آ گئی ناگ باہر جا کر جھاڑیوں کے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا اس نے فوراً ایک ہلکی سی پھنکار ماری اور سانپ کی شکل اختیار کر لی سانپ بن کر وہ چپکے سے چھپتا چھپاتا جادوگرنی کے غار کے اندر آ گیا اور ایک طرف دیوار کے ساتھ لگ کر لیٹ گیا۔

آدھی رات کو جب کہ عنبر گہری نیند سو رہا تھا جادوگرنی اپنے بستر سے

اٹھی اس نے جھک کر عنبر کو دیکھا کہ سو گیا ہے یا نہیں جب اسے

اطمینان ہو گیا کہ عنبر سو چکا ہے تو اس نے چولہے میں آگ جلا کر

لاکھ گرم کی جب لاکھ پگھل گئی اور اس میں سے بھاپ کے بلبلے نکلنے

لگے تو اس نے لاکھ کا ابلتا ہوا برتن دونوں ہاتھوں سے اٹھا لیا اور دبے

پاؤں عنبر کی طرف چلنے لگی۔

ناگ یہ سب کچھ بڑے غور سے دیکھ رہا تھا جب جادوگرنی گرم گرم

لاکھ کا کٹورا لے کر عنبر کی طرف بڑھنے لگی تو وہ ایک دم ہوشیار ہو گیا

اور اسے خیال آیا کہ عنبر کا وہم سچا تھا یہ عورت تو اسے ہلاک کرنے کے

لئے آگے بڑھ رہی ہے اب مزید انتظار کرنے کا وقت نہیں تھا ناگ

نے وہاں سے کھسکنا شروع کر دیا اس نے اپنا پھن پھیلا لیا اور بڑی

تیزی کے ساتھ جادوگرنی کے پیچھے آ گیا جادوگرنی اس وقت لاکھ کا

گرم گرم کٹورا دونوں ہاتھوں میں پکڑے عنبر پر گرانے کی کوشش کرنے

ہی والی تھی کہ سانپ نے ایک دم سامنے آ کر لپک کر جادوگرنی کے ماتھے پر ڈس لیا جادوگرنی چیخ مار کر پیچھے گری گرم گرم لاخ اس کے اوپر گر پڑی اور اس کا سارا بدن جل گیا۔

ادھر زہر نے بھی اپنا کام کر دیا اور جادوگرنی دیکھتے ہی دیکھتے تڑپ تڑپ کر مر گئی عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا ناگ نے اسے سارا واقعہ سنایا وہ خوش ہوا کہ جادوگرنی اپنے عبرت ناک انجام کو پہنچی دونوں دوست وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے اب وہ صبح کا انتظار کر رہے تھے تاکہ اپنا سفر دوبارا شروع کیا جا سکے صبح وہاں سے چلنے سے پہلے انہوں نے جادوگرنی کی کٹیا کو آگ لگا دی تاکہ جادو کی اور کالے علم کی ایک بھی نشانی سلامت نہ رہے۔

کالی بلا

صبح صبح عنبر اور ناگ اپنے سفر پر چل دیے۔
وہ اس گڑھے کے بالکل قریب سے گزرے جہاں ماریا بکری کی شکل میں پھنسی ہوئی تھی وہ بول بھی نہیں سکتی تھی اور گڑھے کے اوپر بھی جھاڑیاں ڈال کر اسے ڈھانپ دیا گیا تھا ماریا کو خبر بھی نہ ہو سکی اور اس کے دونوں بھائی اس کے قریب سے ہو کر آگے نکل گئے وہ بے چاری گڑھے میں پڑی روتی رہی عنبر اور ناگ اب جنگل کے کنارے پہنچ گئے تھے تیسرے پہر ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا کہ جنگل کی حد ختم ہو گئی اور ایک ایسے شہر کی حد نظر آئی جو پہاڑیوں کے درمیان میں واقع تھا انہوں نے ٹیلے پر کھڑے ہو کر اس شہر کو بڑی حیرانی سے دیکھا ہر

عمارت پتھر کی بنی ہوئی معلوم ہوتی تھی عنبر نے کہا۔

مجھے تو یہ شہر کسی جادوگر کا بسایا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

ناگ بولا۔

شہر میں چل کر معلوم کیا جائے کہ کیسا شہر ہے اور کون لوگ اس شہر میں رہتے ہیں۔

دونوں دوست ٹیلے پر سے اتر کر پتھروں کے شہر کی جانب چل پڑے ایک لمبے پہاڑی راستے پر سے ہو کر وہ شہر کے دروازے پر پہنچ گئے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ شہر کا دروازہ چوپٹ کھلا تھا نہ کوئی پہریدار تھا نہ کوئی سپاہی کھڑا چوکی دے رہا تھا انہوں نے بڑا تعجب کیا وہ شہر کے دروازے میں داخل ہو گئے وہ شہر کے بازار میں سے گزرنے لگے ایک عجیب شے انہوں نے وہاں دیکھی کہ وہاں دکانیں کھلی ہیں مگر دکاندار غائب ہیں مکانوں میں چولہے جل رہے ہیں مگر مکان دار کوئی

نہیں نہ کہیں کوئی مرد دکھائی دے رہا ہے نہ کوئی عورت نظر آ رہی ہے
اور نہ بچہ کہیں کھیلتا مل رہا ہے ہر طرف سجاوٹ ہے مگر انسان کا نام و
نشان تک وہاں نہیں ہے۔

ناگ نے کہا۔

دوست یہ کیسا شہر ہے کہ دکانیں کھلی ہیں اور دکاندار غائب ہیں لوگوں
کے مکانوں میں چولہے گرم ہیں مگر انسان دکھائی نہیں دیتا عنبر نے
کہا۔

ایسے لگتا ہے کہ اس شہر کے لوگ اچانک کسی طرف اٹھ کر بھاگ گئے
ہیں یا اس شہر پر اچانک کوئی ایسی آفت آئی ہے کہ وہ اپنی دکانیں بھی
بند نہ کر سکے اپنے گھروں کے چولہوں کی آگ بھی نہ بجھا سکے اور انہیں
یہاں سے بھاگ جانا پڑا۔

میرا بھی یہی خیال ہے عنبر مگر سوال یہ ہے کہ اس شہر پر ایسی کون سی

آفت آ گئی کیا کسی جن بھوت نے حملہ کر کے سارے لوگوں کو ختم کر دیا یا کوئی اور قیامت نازل ہو گئی ہے۔؟

دونوں دوست بازاروں میں چل پھر رہے تھے مگر ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس شہر میں کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے بازار میں سے نکل کر وہ ایک گلی میں آئے تو انہیں ایک کتا دکھائی دیا جو ایک مکان کے نیچے بیٹھا رو رہا تھا عنبر نے لپک کر کتے کو پکڑنا چاہا مگر کتے نے عنبر کو دیکھا اور بھاگ کر ایک حویلی میں گم ہو گیا عنبر اور ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے حویلی میں داخل ہو گئے یہ حویلی ایک سنسان اور ویران حویلی تھی وہاں نہ آدم تھا نہ آدم زاد ہر طرف ہو کا عالم طاری تھا حویلی کے صحن میں فوارا چل رہا تھا جس کا شفاف پانی تالاب میں گر رہا تھا گملوں میں سرخ سرخ پھول کھلے تھے دیواروں پر زرد پھولوں سے بھری ہوئی بلیں چڑھی ہوئی تھیں۔

عنبر نے حیرانی سے کہا۔

مگر یہاں کے لوگ کہاں چلے گئے۔؟

ناگ نے کہا۔

خدا جانے لوگوں کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا ایک بچہ بھی تو کہیں

دکھائی نہیں دے رہا۔

عنبر ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر گیا تو سامنے ایک بوڑھا آدمی

پلنگ کے پاس کھڑا تھا عنبر پہلے تو ڈر سا گیا کہ یہ اچانک بوڑھا آدمی

اس ویران شہر میں کہاں سے آ گیا اس نے ناگ کی طرف دیکھا اور

ناگ نے عنبر کی طرف پھر عنبر نے آگے بڑھ کر بوڑھے کے کندے پر

ہاتھ رکھ دیا بوڑھا لڑکھڑا کر نیچے گر پڑا معلوم ہوا کہ وہ مر رہا ہے اور اس

کا سانس تیز تیز چل رہا تھا عنبر اور ناگ نے اس پر جھک کر پوچھا۔

بابا اس شہر میں کون سی آفت نازل ہوئی کہ لوگ یہاں سے بھاگ گئے

اس شہر کے لوگ کہاں ہیں؟

بوڑھے نے دم توڑتے ہوئے کہا۔

بیٹا میں اس شہر سے باہر گیا ہوا تھا واپس آیا تو ایک عورت نے مجھے بتایا

کہ ایک کالی بلا نے اس شہر پر حملہ کر دیا اور شہر کے سارے بچوں،

نوجوانوں، عورتوں اور بوڑھوں کو بکریاں بنا کر اپنے ساتھ پہاڑوں

میں لے گئی جہاں ان میں سے ہر روز وہ چار بکریوں کو کھا جاتی ہے۔

عنبر نے پوچھا۔

وہ بلا کون سی پہاڑیوں میں گئی ہے۔؟

بوڑھے نے کہا۔

تالاب کے پار والی پہاڑیوں میں اس بلا کا ڈیرا ہے اس شہر کے

سارے لوگ بکریاں بنے ہوئے اس کالی بلا کے باڑے میں بندھے

ہوئے ہیں۔

اتنا کہہ کر بوڑھے نے دم توڑ دیا اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا عنبر
اور ناگ نے حویلی کے ایک کمرے میں سے چادر نکالی اس میں
بوڑھے کی لاش لپیٹ کر وہیں دفن کر دیا ناگ بولا۔

عنبر اب ہمارا فرض ہے کہ اس شہر کے مظلوم لوگوں کو اس کالی بلا کے
شکنجے سے نجات دلائیں نہیں تو وہ بلا سارے بے گناہ لوگوں کو ایک
ایک کر کے کھا جائے گی۔

عنبر نے کہا۔

بات تو میرے بھی دل کو لگتی ہے اس بلا نے شہر کو تباہ کر دیا دیا ہے اتنا
خوبصورت شہر سجا سجایا قبرستان کا نقشہ پیش کر رہا ہے چلو اس پہاڑی کی
طرف چلتے ہیں جہاں بوڑھے کی اطلاع کے مطابق وہ بلا رہتی ہے۔

عنبر اور ناگ حویلی میں سے باہر نکل آئے اور شہر کے سنسان بازاروں
میں سے گزرتے تالاب والی پہاڑی کی طرف روانہ ہو گئے شہر سے

باہر نکل کر وہ ایک پتھریلی پگ ڈنڈی پر ہو گئے جو تالاب کے اردگرد والے پہاڑی سلسلے کی طرف جاتی تھی تھوڑی دیر بعد انہیں ایک تالاب نظر آیا اس کے اردگرد بڑی گھنی جھاڑیاں تھیں جن میں کالے رنگ کے عجیب سے پھول کھلے ہوئے تھے عنبر نے ناگ سے کہا۔

میرا خیال ہے کہ یہی وہ تالاب ہے جس کے بارے میں بوڑھے نے ہمیں اطلاع دی تھی۔

مگر سوال یہ ہے کہ وہ پہاڑی کہاں ہے؟ کیا وہ سامنے والی پہاڑی ہے یا وہ اس کے پیچھے والی پہاڑی ہے جس پر کالی بلا نے قبضہ کر رکھا ہے۔؟

یہ تو ان پہاڑیوں میں چل کر ہی پتہ چلے گا ناگ۔ میرا خیال ہے کہ تم سفید عقاب کی شکل میں اڑ کر فوراً پہاڑیوں کا چکر لگاؤ اور پھر مجھے آ کر بتاؤ کہ کالی بلا کا پہاڑ کون سا ہے۔

ناگ نے اسی وقت سفید عقاب کا روپ بدلا اور پھڑ پھڑا کر فضا میں اڑ
گیا فضاؤں میں اڑتا ہوا وہ پہاڑیوں کے اوپر پہنچ کر چکر لگانے لگا
اچانک اسے پہاڑیوں کے بیچ میں ایک باڑہ نظر آیا جس میں بے شمار
بکریاں قید تھیں وہ نیچے آ گیا اور باڑے کے اوپر چکر لگانے لگا اس نے
دیکھا کہ ساری بکریاں اسے دیکھ کر سمٹ گئی تھیں وہ سمجھ گیا کہ یہی وہ
بکریاں ہیں جو اس شہر کے باشندے ہیں اور وہ بلا بھی ان ہی
پہاڑیوں میں رہتی ہو گی جس نے ان بے گناہ عورتوں ، بچوں ، اور
بوڑھوں کو بے زبان بکریاں بنا دیا ہے وہ پہاڑی کے اوپر سے ہوتا ہوا
اس تالاب کی طرف مڑ گیا جہاں عنبر اس کا انتظار کر رہا تھا جس وقت
سفید عقاب نیچے پہاڑیوں کی طرف مڑا تھا تو ٹھیک اس وقت کالی بلا
نے اسے دیکھ لیا تھا اور اس کے کانوں میں عقاب کی پھڑ پھڑاہٹ
گونج رہی تھی ناگ نے عنبر کے پاس کے پاس آ کر انسانی روپ

اختیار کیا اور اسے بتایا کہ شہر کے سارے کے سارے باشندے

بکریوں کی شکل میں ایک باڑے میں بند ہیں۔

کیا تم انہیں دیکھ کر آرہے ہو؟

ہاں میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آرہا ہوں۔

تو پھر چلو، دیر کس بات کی ہے۔

عنبر اور ناگ اس پہاڑی کی طرف روانہ ہوئے جہاں کالی بلا رہتی تھی۔

چٹانوں میں خون

وہ اونچی چٹانوں کی ایک دیوار کے قریب سے ہو کر گزر رہے تھے۔
ان چٹانوں کے پتھر اوپر جا کر نوکیلے خنجروں کی طرح نکلے ہوئے تھے
ہر چٹان کے بیچ میں درز تھی جہاں جنگلی کانٹے دار جھاڑیاں اگی ہوئی
تھیں ناگ اندازے کے مطابق عنبر کو اس طرف لے جا رہا تھا جہاں
بکریاں بنے ہوئے انسان ایک باڑے میں بند تھے کافی اوپر چڑھنے
کے بعد وہ ایک چھوٹے سے سبزہ زار میں آ گئے جہاں چاروں طرف
پہاڑیوں نے ایک قدرتی دیوار بنا رکھی تھی جگہ جگہ بلوط کے درخت ہوا
میں جھوم رہے تھے ایک طرف کوئی پرانا قبرستان تھا جس کی قبریں
ڈھے چکی تھیں اور سوراخوں میں چھپکلیاں رینگ رہی تھیں عنبر نے

پوچھا۔

ناگ وہ باڑہ کہاں ہے جہاں بکریاں قید ہیں۔؟

ناگ نے بڑے غور سے آگے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میرا خیال ہے کہ اس چراگاہ کے پیچھے ہے۔

چراگاہ سے نکل کر وہ ایک چٹان کی دیوار کو عبور کر کے دوسری جانب آئے تو انہیں سامنے درختوں کے نیچے ایک باڑے میں سینکڑوں چھوٹی بڑی بھیڑ بکریاں ادھر اُدھر گھاس چرتی نظر آئیں ناگ نے کہا۔

یہی تو وہ شہر کے لوگ ہیں جن کو خوفناک بلا نے جادو کے زور سے بھیڑ بکریاں بنا دیا ہے۔

ان بکریوں کے گرد لوہے کے خاردار تار لگے ہوئے تھے عنبر نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت ایک جگہ بکریوں کے پاس بیٹھی شاید ان کی

رکھوالی کر رہی تھی عنبر نے ناگ سے کہا۔

اس عورت سے چل کر بات چیت کر کے معلوم کرنا چاہیے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟

وہ کبھی کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے گی ناگ بولا۔

اس سے بات کرنے میں کیا ہرج ہے عنبر نے کہا۔

وہ دونوں جنگلے کے ساتھ ساتھ چلتے اس بوڑھی عورت کے پاس آ کر رک گئے انہوں نے دیکھا کہ عورت بہت بوڑھی تھی اور اس کی بھویں سفید ہو گئی تھیں اس نے بھی عنبر اور ناگ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ایک سوالیہ نظر ان پر ڈالی اور پھر حیرانی سے ان کو دیکھتی ہی رہ گئی صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس بات پر حیران ہے کہ یہ دونوں نوجوان اس خطرناک جگہ پر پہنچ کیسے گئے عنبر نے قریب جا کر بوڑھی عورت کو جھک کر بڑے ادب سے سلام کیا اور پوچھا۔

بڑی بی کیا آپ ہمیں بتائیں گی کہ یہاں سے شہر کو راستہ کون سا جاتا

ہے۔

بوڑھی عورت نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا۔

اس طرف سے۔

آخر ناگ نے ایک فیصلہ کن سوال کر دیا۔

بڑی اماں، ہمیں بڑی بھوک لگی ہے کیا تم ہمیں ان بکریوں میں سے

کسی بکری کا دودھ نہیں پلاؤ گی؟ ہم تمہارا شکریہ ادا کرینگے۔؟

عورت نے کہا۔

تم جو کوئی بھی ہو یہاں سے فوراً چلے جاؤ............... تم جو کوئی بھی ہو

یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔

ناگ بولا۔

مگر بڑی بی ہم تو یہاں سیر کرنے آئے ہیں ہمیں یہ جگہ بہت پسند ہے

اور ہم یہاں دو ایک روز ٹھہر کر لطف اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بوڑھی عورت نے تھرتھراتی آواز میں کہا۔

مجھے تمہاری جوانیوں پر ترس آتا ہے یہاں سے چلے جاؤ یہاں سے

چلے جاؤ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ۔

اب عنبر نے بوڑھی عورت سے صاف لفظوں میں پوچھا۔

بڑی بی، ہمیں یہ بتاؤ کہ ان بکریوں میں سے عورت کون ہے۔؟

بچہ کون ہے اور بوڑھا کون ہے۔؟

اس سوال کا سننا تھا کہ بوڑھی عورت نے جلدی سے عنبر کے منہ پر اپنا

کانپتا ہوا بوڑھا ہاتھ رکھ دیا اور لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

خاموش، خاموش ایسی بات نہ پوچھو جس کے لئے تمہیں بعد میں خون

کے آنسو رو رو کر پچھتانا پڑے جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے چلے جاؤ

بھاگ جاؤ یہاں سے۔ ورنہ تمہارا بھی وہی حشر ہو گا جو یہاں ان بھیڑ

بکریوں کا ہو رہا ہے۔

ناگ نے کہا۔ بڑی بی وہ کون سی بلا ہے جس نے ان بے گناہ مظلوموں کو بکریاں بنا دیا ہے اور جو انہیں آہستہ آہستہ ہضم کر رہی ہے؟ ہمیں بتاؤ وہ بلا کہاں رہتی ہے۔؟

اس سوال کے ساتھ ہی فضا میں ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی اس کی آواز اس قدر شدید تھی کہ ارد گرد کی پہاڑیوں پر لرزہ طاری ہو گیا عنبر اور ناگ نے حیران ہو کر ارد گرد دیکھا کہ یہ چیخ کہاں سے بلند ہوئی تھی اس چیخ کی آواز سن کر عورت وہاں سے اٹھ کر ایک طرف کو بے تحاشا بھاگنے لگی آخر وہ دور جا کر جھاڑیوں کے ایک جھنڈ میں غائب ہو گئی عنبر نے ناگ کو بتایا کہ یہ چیخ ضرور اسی کالی بلا کی تھی اسکا مطلب یہ تھا کہ اس بلا کو پوری خبر ہو گئی تھی کہ عنبر اور ناگ بوڑھی عورت کے ساتھ کیا باتیں کر رہے ہیں ناگ نے کہا۔

اس بلا کو ہماری گفتگو کی کیسے خبر ہو گئی۔؟

عنبر بولا۔

مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ چمگادڑ کی طرح اس بلا کے منہ سے بھی کوئی خاموش لہریں نکلتی ہیں جو بہت تیز رفتاری کے ساتھ ارد گرد کے لوگوں اور پہاڑوں سے ٹکرا کر بڑی تیز رفتاری کے ساتھ ہی واپس اس بلا کے پاس پہنچ جاتی ہیں اور اسے ساری کی ساری باتیں اور آوازیں ویسی کی ویسی سنائی دیتی ہیں۔

ناگ نے تعجب سے کہا۔

اگر یہ بات ہے تو پھر اسے یقیناً ہماری خبر ہو گئی ہو گی اور اسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم کس نیت سے یہاں آئے ہیں۔

ظاہر ہے ایسا ہو چکا ہے ہماری جاسوسی اپنے آپ ہو گئی ہے۔ پھر اس سے بچاؤ کی کوئی صورت نکالنی ہو گی۔

ناگ بچاؤ کی صورت اس کالی بلا کو نکالنی ہوگی ہمیں تو یہ سوچنا ہے کہ
اس بلا پر حملہ کس طرح سے کرنا ہے اور کہاں سے شروع کرنا ہے۔
لیکن سب سے پہلے جہاں تک میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے نکل
کر کسی محفوظ جگہ پر جا کر بیٹھنا ہوگا تا کہ ہم اطمینان کے ساتھ اس
خوفناک بلا سے مقابلہ کرنے کے بارے میں سوچ سکیں۔
اس فیصلے کے ساتھ ہی دونوں دوست وہاں سے چل کر چھپتے چھپاتے
ایک ایسی کھائی میں آ گئے جو اونچی اونچی چٹانوں کے درمیان میں
سے گزر رہی تھی یہ کھائی پانی سے خالی تھی اور خشک نوکیلے پتھروں سے
اٹی ہوئی تھی انہوں نے پتھروں سے ہٹ کر کھائی کی دیوار کے ساتھ
ایک ابھری ہوئی چٹان کے نیچے پناہ کی جگہ تلاش کر لی اور وہاں بیٹھ کر
سوچنے لگے کہ پہاڑی کی خوفناک بلا پر کس طرح سے حملہ کیا جائے۔
ناگ کا خیال تھا کہ اگر انہوں نے اس بلا کو ہلاک کر دیا تو ساری کی

ساری بھیڑ بکریاں اپنے آپ انسانوں میں تبدیل ہو جائیں گی اس لئے بجائے اس کے کہ وہ بکریوں کو پھر سے انسانی شکل دینے کی کوشش کریں انہیں خوفناک بلا کو قتل کرنا چاہیے عنبر نے کہا وہ سامنے دور اوپر نوکیلی چٹانوں میں گھرا ہوا ایک قلعہ سا دیکھ رہے ہو تم۔

ہاں دیکھ رہا ہوں۔ ناگ نے کہا۔

وہ بلا اسی پرانے قلعے کے کھنڈر میں رہتی ہے۔

تو پھر آؤ چلیں اور اس شہر کے بے گناہ لوگوں کو اس بلا کے عذاب سے نجات دلائیں۔

عنبر کہنے لگا دوست ہم دونوں کا ایک ساتھ پرانے قلعے میں داخل ہونا کوئی عقل مندی نہیں بہتر یہ ہے کہ تم کسی دوسرے روپ میں وہاں چلو۔

ٹھیک ہے۔

ناگ نے پھنکار کر اسی وقت سیاہ کالے سانپ کا روپ دھار لیا اور عنبر سے ذرا ہٹ کر جنگل میں اس پرانے قلعے کی طرف چلنے لگا جہاں وہ خوفناک بلا رہتی تھی جنگل کا ٹکڑا تھوڑا سا تھا چلنے وہ ختم ہوا تو ایک چڑھائی آ گئی جس کے راستے پر گول گول پتھر بکھرے ہوئے تھے اور درخت ایسے تھے کہ ان کی شاخوں پر ایک بھی پتا نہیں تھا لیکن وہ کانٹوں سے بھرے ہوئے تھے ناگ سانپ کی شکل میں عنبر کے ساتھ ساتھ پتھروں میں سے ہو کر چل رہا تھا۔

عنبر نوکیلی چٹانوں والی دیوار کے پاس پہنچ کر رک گیا اس نے دیکھا کہ ان چٹانوں کے درمیان سے ایک چٹان ٹوٹی ہوئی ہے ایسے لگتا تھا جیسے اسے جان بوجھ کر توڑا گیا ہے یہاں ایک راستہ سا بنا گیا تھا جو چاردیواری کے اندر جاتا تھا جہاں باہر سے ہی بڑے بڑے کھوہ نظر آ رہے تھے عنبر سمجھ گیا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں خوف ناک بلا رہتی ہے

اس نے ناگ کو آگے چلنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اس راستے میں سے

چاردیواری کے اندر داخل ہو گیا۔

چاردیواری کے اندر سامنے کی طرف دیواروں کے اندر بڑے بڑے

غاروں کے منہ بنے ہوئے تھے عنبر نے دیکھا کہ ناگ بھی سانپ کی

شکل میں ایک گڑھے کی طرف جا رہا تھا اسی گڑھے کی سمت عنبر بھی

چلنے لگا وہ ایک چھوٹے سے میدان میں سے گزرے جہاں قدم بہ

قدم انہیں بکریوں کے سر اور ٹانگیں بکھری ہوئی نظر آئیں۔

عنبر سمجھ گیا کہ یہ وہی بے گناہ لوگ ہیں جنہیں بکری بنا کر خوفناک بلا

ہڑپ کر گئی ہے عنبر اس بات پر بڑا حیران تھا کہ ابھی تک خوفناک بلا

نے چیخ کیوں نہیں ماری۔

ظاہر ہے کہ اگر بلا کو ان کی موجودگی کا احساس چاردیواری کے باہر ہو

سکتا تھا کہ اب کیوں نہیں ہو گا جب کہ وہ چاردیوار کے اندر آ گئے ہیں

اور ایک طرح سے بلا کے گھر میں داخل ہو چکے ہیں عنبر نے دیکھا کہ سانپ غائب تھا وہ ایک غار کے دہانے پر پہنچ گیا تھا غار کا منہ ایک بھیانک شے کی طرح کھلا ہوا تھا اور اندر سوائے پتھروں اور بڑی بڑی اکھڑی ہوئی چٹانوں کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اس کے پیچھے سارے غار میں گہرا دھواں چھایا ہوا تھا عنبر نے خدا کا نام لیا اور اس بھیانک کھوہ میں داخل ہو گیا وہ پتھروں اور گری پڑی چٹانوں میں سے ہو کر ان کے پیچھے آ گیا۔

وہ ایک جگہ کھڑے ہو کر سوچنے لگا کہ آگے جا کر کیا کرے کیونکہ آگے اندھیرا پھیلا ہوا تھا عنبر رک گیا تھا مگر سانپ اس سے آگے نکل گیا تھا وہ اندھیرے میں ہی پتھروں کے اوپر اور نیچے سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا ایک جگہ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر کر سانپ نے فضا میں کچھ سونگھنے کی کوشش کی اسے کچھ ایسی بو محسوس ہوئی جیسے ہزاروں لاکھوں

چھپکلیاں ایک جگہ اکٹھی کر کے انہیں زخمی کر دیا گیا ہو۔ سانپ آگے

چل دیا دوسری طرف عنبر بھی کچھ دیر کھڑے ہو کر غور کرنے کے بعد خدا

کا نام لے کر پھونک پھونک کر آگے قدم بڑھانے لگا۔

سانپ غار کا ایک موڑ گھوم کر باہر آیا تو ایک پل کے لئے ڈر کر پیچھے

ہٹ گیا کیونکہ اس نے اپنے سامنے جو منظر دیکھا تھا اس پر اسے یقین

نہیں آ رہا تھا اس کے سامنے پتھروں کے اوپر ایک دو منزلہ مکان جتنی

چھپکلی بیٹھی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی سانس کے ساتھ ساتھ

اس کا جسم اوپر نیچے ہو رہا تھا اور سانس کی آواز سے وہاں ایسی آواز آ

رہی تھی جیسے آندھی چل رہی ہو۔ سانپ جلدی سے ایک طرف ہو گیا

اور سوچنے لگا کہ اس خوف ناک بلا پر کس طرف سے حملہ کیا جائے۔

ادھر عنبر بھی دبے پاؤں چلتا ہوا اندھیرے میں اسی جگہ آن کھڑا ہوا

جہاں سانپ پہلے ہی سے موجود تھا سانپ جلدی سے عنبر کے سامنے آ

گیا اور اپنی گردن اٹھا کر ایک طرف اشارہ کرنے لگا عنبر نے اس طرف دیکھا تو ایک پل کے لئے اس کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی اس نے ڈھائی ہزار سال میں اتنی لمبی چوڑی اور موٹی چھپکلی نہیں دیکھی تھی جہاں اس کا سانس پڑ رہا تھا وہاں سے زمین پر سے گرد اڑ رہی تھی وہ تو تاریخ کے دور سے بھی پہلے کا کوئی جانور معلوم ہو رہا تھا جب اس زمین پر انسان کی بجائے بھی بھوت رہا کرتے تھے۔

کیا خیال ہے ناگ تمہارا؟ کیا تم حملہ کرو گے۔؟

عنبر نے بڑے ہی آہستہ سے اپنا منہ ناگ کے کان کے قریب لے جا کر کہا ناگ سانپ کی شکل میں کوئی جواب تو نہ دے سکا مگر اس نے گردن ہلا کر ہاں کر دی اور بھیا نک بلا کے پیچھے کی طرف نکل گیا ابھی سانپ بلا کے قریب ہی پہنچا تھا کہ جیسے غار میں بھونچال آ گیا بلا نے اٹھ کر آنکھیں کھول دی تھیں اور ایک جھرجھری سی لی تھی اسے آدمیوں

کی موجودگی کا احساس ہو گیا تھا بلا اٹھ کھڑی ہوئی اس نے اپنی لوہے کی لٹھ ایک دم بڑی زور سے غار کی چھت پر ماری اور وہاں سے کتنے ہی پتھر نیچے گر پڑے پھر اس کے ساتھ ہی بلا کے منہ سے ایک دہشت ناک چیخ نکل گئی اس چیخ نے غار کے اندر ایک دہشت طاری کر دی اور خوفناک آواز کے ساتھ ہی بڑے زور سے سانس لے کر بلا نے وہاں آندھی چلا دی۔

سانپ جلدی سے ایک پتھر کے نیچے چھپ گیا اور عنبر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا سانپ تو بلا کو دکھائی نہیں دے رہا تھا مگر عنبر اسے صاف نظر آ گیا ایک انسان پر نظر پڑتے ہی بلا کی آنکھوں سے ایک بھیانک قسم کی چکا چوند کر دینے والی روشنی نکلی اور عنبر کے اوپر پڑی اگر عنبر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ یقیناً ایک صحت مند بکری میں تبدیل ہو گیا ہوتا۔ مگر عنبر پر چونکہ جادو اثر نہیں کرتا تھا۔

اس لیئے وہ اسی طرح انسان کے روپ میں ہی کھڑا رہا خوفناک بلا

نے اب کے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکال کر عنبر کے اوپر پھینکیں۔

ان چنگاریوں میں اس قدر زیادہ گرمی تھی کہ اردگرد پڑے ہوئے پتھر

پگھل گئے اور پانی بن کر بہہ گئے مگر عنبر پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا وہ پہلے

کی طرح اپنی جگہ پر خاموشی سے کھڑا رہا تھا خوفناک بلا تو غصے میں

پاگل ہوگئی یہ پہلا موقع تھا کہ کسی انسان پر اس کا جادو نہیں چل رہا تھا

اس نے ایک گہری چیخ ماری اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم ایک ایسے

بھوت میں بدل گیا جس کے سر پر بے شمار نوکیلے سینگ تھے اور دو

دانت ہونٹوں سے باہر ہاتھی کے دانتوں کی طرح نکلے ہوئے تھے یہ

بھوت اتنا بڑا تھا کہ اس کا سر غار کی چھت سے ٹکرا رہا تھا اور کندھے

چٹانوں کے اوپر ٹکے ہوئے تھے اس کے سات ہاتھ پاؤں تھے اور عنبر

نے دیکھا کہ ہر ہاتھ میں کوئی نہ کوئی تلوار یا نیزہ پکڑا ہوا تھا۔

عنبر مقابلے کے لئے تیار ہو گیا اس نے یہی سوچ رکھا تھا کہ بھوت نے جس وقت اس پر حملہ کیا تو وہ اس کا ہی کوئی نہ کوئی ہتھیار چھین کر اس پر حملہ کر دے گا اور اسے جلدی سے جلدی ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا کیونکہ اتنے اونچے لمبے بھوت کو مارتے مارتے بھی عنبر تھک کر چور ہو سکتا تھا۔

سانپ نے چھپکلی کو بھوت کی شکل میں تبدیل ہوتے دیکھا تو وہ سوچ میں پڑ گیا کیونکہ اس کے اندر اتنا زہر نہیں تھا کہ اتنے اونچے لمبے بھوت کو مار سکتا پھر بھی اس نے حملہ کرنے کی ٹھان لی اور رینگتا ہوا بھوت کی طرف بڑھنے لگا بھوت عنبر کی طرف سارے کے سارے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی زد میں لے کر قتل کی کوشش کر رہا تھا مگر عنبر دو چٹانوں کے بیچ کچھ اس طرح آ گیا تھا کہ بھوت کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ہتھیار ہر بار چٹان کے اوپر ہی ٹکرا کر رہ جاتے تھے

اب بھوت نے ہتھیار دور پھینک دیے اور عنبر کی طرف بھیانک

آوازیں نکالتا قدم بقدم اٹھاتا بڑھنے لگا۔

کیا بھوت نے عنبر کو ہلاک کر دیا۔؟

کیا عنبر بھوت کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا۔؟

سانپ نے کس طرح حملہ کیا۔؟

ماریا کا کیا بنا جو ایک بکری کی شکل میں گڑھے میں قید تھی۔؟

ان سب سوالوں کا جواب اسی ناول کی اگلی یعنی

اٹھارویں قسط "آدم خور وحشی" میں ملاحظہ کیجیے۔